ابنِ صفی

جلد نمبر
29

جاسوسی دنیا

88- پرنس وحشی

89- بیچارہ بیچاری

90- اشاروں کے شکار

جاسوسی دنیا

جلد نمبر 29

88	پرنس وحشی
89	بیچارہ بیچاری
90	اشاروں کے شکار

ابن صفی

اسرار پبلی کیشنز

الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ

اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970 - 7357022

جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام ، مقام، کردار اور کہانی سے
تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں۔

پبلیشر ....خالد سلطان
پرنٹر ....یمانی پریس

سیل ڈپو: عثمان ٹریڈرز
الکریم مارکیٹ، مین کبیر سٹریٹ
اردو بازار لاہور۔ فون : 7321970

جاسوسی دنیا نمبر 88

پرنس وحشی

(مکمل ناول)

پیشرس

ایک بار کا ذکر ہے کہ انگریزی کے ایک مشہور مصنف ایڈ گرویلس نے اپنے Fans کے ایک مجمع میں بڑے خلوص سے کہا۔ "پچاس ناول لکھ لینے کے بعد مجھے ناول لکھنے کا سلیقہ ہوا ہے۔"

چھوٹتے ہی ایک صاحبزادی نے فرمایا "کاش! ایسا نہ ہوا ہوتا۔ اب تو آپ بور کرنے لگے ہیں۔ شروع کی کتابوں کا کیا کہنا۔ کاش آپ اپنے ماضی میں چھلانگ لگا سکیں.....!"

تو جناب میرا بھی ارادہ ہے کہ میں بھی ماضی میں دوبارہ چھلانگ لگاؤں۔ کیونکہ ایڈ گرویلس کو تو ایک نیم بالغ صاحبزادی نے یہ مشورہ دیا تھا یہاں دوسرا معاملہ ہے۔ اُس دن میں بہت شدت سے بور ہوا تھا جب ایک کالج کے پرنسپل صاحب سے کچھ اسی قسم کی گفتگو ہوئی تھی۔ کہنے لگے "صفی صاحب کیا بات ہے پچھلی کتابوں کی کئی کئی بار پڑھنے کے باوجود بھی اُن کا نیاپن بڑھتا ہی رہتا ہے۔"

میں نے سوچا ٹھیک ہی ہے۔ فریدی صاحب کرنل ہو جانے کے بعد سے صرف احکامات چلایا کرتے ہیں! خود زیادہ دوڑ دھوپ نہیں کرتے اس

لئے کہانیوں میں Action کا قحط پڑ جاتا ہے اور پڑھنے والے سوچتے ہیں کہ فلاں کہانی کچھ "پھیکی" رہی۔

زیر نظر کہانی "پرنس وحشی" کو میں نے ہر اعتبار سے دلچسپ بنانے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ اس دوران میں علیل بھی رہا اور موسم کی سختیوں کا شکار بھی .... آپ جانتے ہیں کہ گرمیوں میں مجھ پر بے تحاشہ کہولت طاری ہوتی ہے.... کتابیں لیٹ ہوتی ہیں.... خطوط کے انبار لگ جاتے ہیں.... اور مجھے ایسا محسوس ہونے لگتا ہے جیسے کتاب لیٹ نہیں ہوئی بلکہ مجھ سے کوئی بہت بڑا جرم سرزد ہو گیا ہے۔

بہر حال میں کوشش کر رہا ہوں کہ عمران کا خاص نمبر "ڈیڑھ متوالے" لیٹ نہ ہونے پائے.... دعا فرمایئے کہ آپ انتظار کی "بوریت" سے بچیں اور میری صحت ٹھیک رہے۔

ابن صفی

۱۸/جون ۱۹۶۰ء

بچے کی چیخیں

وہ ۱۹۴۶ء کے دسمبر کی آٹھویں سرد ترین رات تھی۔ سارجنٹ حمید کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اسٹیئرنگ سے ہاتھوں کا چھٹکارا اُسی صورت میں ممکن ہو گا جب اُن پر گھنٹوں گرم پانی کی دھاریں گرائی جائیں! گرفت غیر قدرتی سی محسوس ہونے لگی تھی۔ دیر سے گردن پر کھجلی ہو رہی تھی۔ لیکن اسٹیئرنگ کیسے چھوٹتا۔ چھوٹتا تو دوبارہ اُسے گرفت میں لینے کیلئے کتنی جدوجہد کرنی پڑتی۔

کیڈی ہوا سے باتیں کرتی رہی تھی اور حمید کا ٹھٹھرا ہوا ذہن اُس سے بھی زیادہ تیز رفتاری دکھا رہا تھا۔

اُس وقت اس کے لئے وہ تارجام والی سڑک نہیں بلکہ سوئٹزرلینڈ کی کوئی یخ بستہ پہاڑی سڑک تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ اب راہ میں کوئی موٹیل نظر آئے جہاں رک کر وہ آتشدان کے سامنے پنچ کا ایک گلاس ختم کرے گا۔ پھر پائپ ہو گا اور "پرنس ہنری" تمباکو کا فرحت بخش دھواں.... موٹیل کی مالکہ اپنی جواں سال اور خوبرو لڑکی کے ساتھ اس کے کمرے میں داخل ہو کر "شام بخیر" کہے گی.... اور وہ پائپ دانتوں میں دبائے ہوئے گردن اکڑا کر خالص اریسٹو کریٹک انداز میں صرف "نائٹ" کہہ کر متحیرانہ پلکیں جھپکائے گا اور وہ بڑی لجاجت سے کہے گی۔ "میری لڑکی جناب.... مجھے افسوس ہے.... یہ کہہ رہی تھی کہ اس نے کبھی کوئی ہندوستانی نواب نہیں دیکھا.... جج.... جی ہاں.... جناب....!"

اور وہ لڑکی بڑے دلآویز انداز میں مسکرائے گی اور پھر یک بیک چونک پڑے گی.... اور اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی جائیں گی۔ مبہوت ہو جائے گی.... پلکیں جھپکنا اور پتلیاں جنبش کرنا ترک کر دیں گی.... تب اُس کی ماں اُسے جھنجھوڑے گی.... "لوسی! لوسی۔"

اور لوسی پلکیں جھپکائے یا پتلیوں کو جنبش دیئے بغیر آہستہ سے کہے گی۔

"ایڈگر.... ایڈگر.... میرے پیارے.... آہ تم مجھے کیوں پریشان کر رہے ہو.... کہہ دو

کہ تم ایڈگر ہو۔ یہ جھوٹ ہے کہ تم لیبیا کے محاذ پر کام آئے تھے....!"

"لوسی....لوسی....!" وہ اُسے پھر جھنجھوڑے گی....اور حمید سے معافی مانگتی ہوئی لڑکی کو دروازے کی طرف دھکیل لے جائے گی۔

"پانی....پانی....!" پچھلی سیٹ سے بھرائی ہوئی آواز آئی اور حسین خیالوں کا تاج محل ریت کی دیواروں کی طرح ڈھیر ہوگیا۔ حمید نے کیڈی کی رفتار کم کر کے اُسے سڑک کے کنارے لگاتے ہوئے بالآخر انجن بھی بند کر دیا....اور اندر روشنی کر کے پچھلی سیٹ کی طرف مڑا۔

فریدی کا چہرہ بخار کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ لیکن آنکھیں کسی تکلیف کے احساس سے عاری نظر آتی تھیں۔

"پانی نہیں....کافی....کیا ڈاکٹر کی ہدایت بھول گئے۔"

"لاؤ....!" فریدی نے کہا اور آنکھیں بند کر لیں....لیکن حمید نے پھر تھرماس اٹھانے سے پہلے اُس کے جسم کے کھلے ہوئے حصوں کو کمبل سے اچھی طرح ڈھانک دینا مناسب سمجھا۔

"کیا وقت ہے....!" فریدی نے آنکھیں کھولے بغیر پوچھا۔

"ساڑھے گیارہ....!"

"ٹھیک سوا بارہ پر تمہیں لینڈس کسٹمز کی پہلی چوکی کے قریب رکنا ہے۔"

"میں بھولا نہیں ہوں۔" حمید نے بُرا سا منہ بنایا....اور تھرماس سے کافی انڈیل کر اُس کی طرف بڑھا دی۔

فریدی کمبل پھینک کر سیدھا بیٹھتا ہوا بڑبڑایا۔ "یہ بخار بھی بڑی شاندار چیز ہے کیوں؟"

"بشرطیکہ کسی لڑکی کے اظہار عشق کی وجہ سے نہ چڑھ آیا ہو...." حمید کا لہجہ زہریلا تھا۔ چند لمحے خاموش رہ کر اُسے کافی کی چسکیاں لیتے دیکھتا رہا پھر بولا۔ "منع کر رہا تھا کہ راجروپ نگر میں قیام نہ کیجئے۔"

"کیا مطلب....؟"

"میں تسلیم نہیں کر سکتا کہ محترمہ غزالہ نے آپ کو دیکھ کر ٹھنڈی سانسیں نہ بھری ہوں۔"

"بکواس مت کرو....!"

"کرافٹ ابنگ نے ایک کیس نقل کیا ہے، اپنے کسی مضمون میں۔" حمید لاپروائی سے

بولا۔ "ایک صاحب کا واقعہ ہے جنہیں ہر ہفتہ کی شب کو بخار ہو جاتا تھا اور پورا اتوار بخار ہی کی نذر ہو جاتا تھا.... دونوں شریف آدمیوں نے بخار کی وجہ کے لئے چھان بین شروع کی.... اور بالآخر چور پکڑ ہی لیا.... جانتے ہیں کیا قصہ تھا۔"

"بکے جاؤ....!"

"ہفتہ کی شب کو ایک لڑکی اُن سے اظہار عشق کی کوشش کیا کرتی تھی۔"

"ہوں.... مگر غزالہ تھی کہاں....!"

"نہیں تھی....؟" حمید کا لہجہ متحیرانہ تھا۔

"نہیں.... وہ آج کل شہر ہی میں کہیں مقیم ہے.... صرف نواب صاحب سے ملاقات ہوئی تھی۔"

"اوہ تب پھر آپ نے کسی دوسرے کو کسی سے اظہار عشق کرتے سنا ہوگا.... واللہ اعلم بالصواب....!"

فریدی مسکرا پڑا.... پھر رسٹ واچ پر نظر ڈالی.... گیارہ بج کر پینتیس منٹ ہوئے تھے۔

"میرا خیال ہے کہ ہم کسٹمز کی پہلی چوکی سے زیادہ دور نہیں ہیں۔"

حمید نے صرف سر ہلا دیا۔ وہ بہت غور سے فریدی کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اُس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ دو ماہ کی چھٹیاں کس قسم کی بھاگ دوڑ میں تباہ کی جارہی ہیں۔

نصیر آباد سے راج روپ نگر.... اور راج روپ نگر سے پھر شہر کی طرف۔

پروگرام تھا کہ چھٹیوں کے دو ماہ نصیر آباد ہی میں گذارے جائیں جہاں اُن دنوں اُن سے جان پہچان رکھنے والا ایک آدمی بھی نہیں پایا جاتا تھا.... متواتر کام کرتے رہنے کی وجہ سے کم از کم حمید کو تو یہی محسوس ہونے لگا تھا جیسے اُس کا ذہن کچھ دنوں کے بعد مستقل طور پر ناکارہ ہو کر رہ جائے گا۔ لہٰذا اُس نے دو ماہ آرام کرنے کی تجویز پیش کی تھی جو کسی نہ کسی طرح فریدی کے حلق سے بھی اُتر گئی.... لیکن نصیر آباد میں بمشکل تمام ایک ہی ہفتہ گذرا ہوگا کہ ایک رات ایڈلفی کے ڈائننگ ہال میں حمید کا ذہنی سکون رخصت ہو گیا۔

اُن کی میز پر ویٹر کھانا لگا رہا تھا کہ دفعتاً اُس نے فریدی کو اِس انداز میں اٹھتے دیکھا جیسے کسی پر جھپٹ پڑنے کا ارادہ رکھتا ہو.... پھر قبل اس کے کہ کچھ پوچھنے کے لئے زبان کو جنبش بھی دے

سکتا فریدی صدر دروازے کے قریب نظر آیا۔

حمید نے ٹھنڈی سانس لی تھی اور پھر کھانے کی طرف متوجہ ہو گیا تھا۔ ضرورت ہی کیا تھی کہ وہ اُس کے باہر نکل جانے کا منظر بھی دیکھتا.... ڈیڑھ بجے رات سے پہلے فریدی کی واپسی نہیں ہوئی تھی.... پھر ڈھائی بجے تک حمید اُسے بور کرتا رہا تھا۔ لیکن اُس نے اچانک اس طرح غائب ہو جانے کی وجہ نہیں بتائی تھی۔

پھر نصیر آباد سے راجروپ نگر دو دن نواب رشید الزماں کے محل میں قیام رہا تھا.... وہیں فریدی کو بخار نے بھی آدبوچا.... لیکن اس کے باوجود بھی حمید کو اس کے حکم کے مطابق موجودہ سفر اختیار کرنا پڑا تھا.... روانگی کے وقت بخار کی شدت کی وجہ سے بار بار غفلت طاری ہو جاتی تھی مگر جب بھی ہوش آتا.... حمید کے کانوں میں یہی جملہ گونجتا تھا "ہم پہلی چوکی کی طرف جارہے ہیں یا نہیں۔"

"کیا پہلی چوکی پر پہنچ کر بخار اُتر جائے گا...." حمید نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"ہو سکتا ہے....!" فریدی نے کافی کا خالی کپ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ وہ کسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا.... دفعتاً چونک کر کلائی کی گھڑی دیکھی اور مضطربانہ انداز میں بولا۔ "چلو جلدی کرو.... دس پانچ منٹ پہلے ہی پہنچنا چاہئے۔"

"کیا آبکاری کا کوئی قصہ ہے....!" حمید نے پھر اُسے ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"آبکاری.... ہشت ان چھوٹے چھوٹے کاموں کے سلسلے میں چھٹیاں نہیں برباد کی جاتیں۔"

"تو پھر میری برباد کاری کا کوئی چرچہ ہوگا....!" حمید نے ٹھنڈی سانس لی اور کیڈی کا انجن جاگ اٹھا۔

اور پھر شروع ہو گیا سفر....

"بخار ہے ابھی....!" حمید نے کچھ دیر بعد پوچھا۔

"اتنا زیادہ بھی نہیں ہے کہ تھوڑی سی دوڑ دھوپ گراں گذرے۔"

"کیا مطلب....!"

"ہم وہاں دعوت میں نہیں جارہے.... لیکن تم فکر نہ کرو.... میرے سوٹ کیس میں دوسرا ریوالور بھی موجود ہے۔"

"اور میرا ماؤتھ آرگن....؟" حمید نے بڑے بھولے پن سے پوچھا۔

"ساری شوخیاں رخصت ہو جائیں گی تھوڑی دیر بعد.... میری دانست میں وہ کئی ہو نگے۔"

"جہنم میں جائیں....!" حمید نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔

"نہیں.... اب تمہیں کم از کم اتنا تو ذہن نشین کر ہی لینا چاہئے کہ ہم کس قسم کی سچویشن سے دوچار ہونے والے ہیں۔"

"ایسی جلدی بھی کیا ہے۔" حمید نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"بکواس مت کرو.... سنو...." فریدی جھنجھلا گیا.... "یہ شہد کی مکھی والی کہانی ہے۔"

"خدا غارت کرے....!" حمید کی آواز بخار زدہ سی معلوم ہوئی اور فریدی نے قہقہہ لگایا۔ پھر فوراً ہی سنجیدگی اختیار کر کے بولا۔ "آج سے چھ ماہ قبل تم نے اُسے میرا وہم سمجھا تھا لیکن اب میں تمہیں بہت کچھ دکھاؤں گا۔"

"مم.... مگر.... اُس رات وہاں ایڈلفی میں....!"

"وہاں.... پھر شہد کی مکھی میرے سامنے آئی تھی....!"

"کس طرح....!"

"میزوں کے درمیان تھرکنے والی لڑکی نے ایک چھوٹا سا کارڈ ایک میز پر پھیکا تھا اتفاق سے اُسکی وہی سطح اوپر کی طرف تھی جس پر شہد کی مکھی کی تصویر ہوتی ہے.... کارڈ تم پہلے بھی دیکھ چکے ہو۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر آپ اُن کارڈوں کو اتنی اہمیت کیوں دیتے ہیں۔ میں اُن کے متعلق پوری طرح چھان بین کر چکا ہوں.... وہ ہائیو کرشرز لمیٹڈ کا تجارتی نشان ہے۔ یہ فرم اعلیٰ پیمانے پر جنگلوں سے شہد اکٹھا کرتی ہے.... صدر دفتر اپنے شہر ہی میں موجود ہے۔"

"ہوں ختم کرو....!" فریدی نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی۔ "تفصیل پھر بتاؤں گا وقت نہیں ہے۔ رفتار بڑھاؤ.... بس مجھے اتنا ہی کہنا تھا کہ کسی سے ہمارا ٹکراؤ بھی ہو سکتا ہے۔"

"کس سلسلے میں....!"

"پہلی چوکی کے قریب والے کوارٹرز میں سے ایک کے مکین اس وقت خطرے میں ہیں کیوں خطرے میں ہیں؟ یہ مجھے بھی فی الحال نہیں معلوم.... میں نے کہا تھا رفتار بڑھاؤ۔"

"اوہ.... کان کھلے رکھا کرو۔"

Hive Crushers Ltd -

گاڑی کی رفتار پہلے سے تیز ہو گئی.... حد نظر تک سڑک ویران پڑی تھی کچھ دیر بعد فریدی بڑبڑایا... لیدر فیکٹری کی چمنی نظر آنے لگی ہے میرا خیال ہے کہ گاڑی یہیں کہیں چھوڑ دی جائے۔"

"روک دوں....!"

"نہیں.... یہاں نہیں.... فیکٹری کے قریب والے سہ راہے پر....!"

کچھ دیر بعد گاڑی وہیں رکی جہاں کے لئے حمید کو ہدایت ملی تھی۔ فریدی نے گاڑی سے اُترتے وقت ایک ریوالور اور کچھ فالتو راؤنڈز حمید کے حوالے کئے۔

"اوہ.... آپ کو اس وقت بھی خاصا بخار ہے....!" حمید نے کہا۔ اُس کا ہاتھ فریدی کے گرم ہاتھ سے مس ہوا تھا۔

"پرواہ مت کرو.... اوہ یہ السٹر کیوں نکال رہے ہو.... پڑا رہنے دو۔"

"اور آپ....!"

"میرے لئے بھی جیکٹ ہی کافی ہے۔"

"میں کہتا ہوں ایکسپوژر....!"

"خاموش رہو.... آؤ....!" فریدی نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا پھر خود ہی سنبھال بھی نہ لیتا تو میاں حمید منہ کے بل زمین ہی پر آئے ہوتے۔ کلائی پر اس کی گرفت مضبوط تھی۔ حمید کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ تپتے ہوئے لوہے کا پنجہ ہو.... کتنا تیز بخار تھا۔

کوارٹرز کے قریب جا کر وہ ایک جگہ رک گئے۔ مختصر سی آبادی تھی جس کا تعلق لینڈ کسٹمز کی چوکی اور نیشنل لیدر فیکٹری سے تھا۔

فریدی نے گھڑی پر نظر ڈالی اور پھر چل پڑا۔

وہ بستی میں داخل ہو رہے تھے۔ فریدی پھر ٹھٹکا....

"اوہ.... یہ کیسی بستی ہے؟"

"کیوں....؟" حمید کے لہجے میں تحیر تھا۔

"کیا یہاں کتے نہیں ہیں.... یہ سناٹا کتنا غیر فطری معلوم ہوتا ہے۔"

"مجھے افسوس ہے....!" حمید بڑبڑایا۔ "دراصل مجھ سے غلطی ہوئی۔"

"کیا مطلب....!"

"مجھے چاہئے تھا کہ روانگی سے قبل یہاں کے کتوں کو ایک خط لکھ دیتا۔"

"شش.... آؤ....!" فریدی نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر گھسیٹا اور ایک بار پھر ریڈیم ڈائیل والی گھڑی پر نظر ڈالی.... معینہ وقت پورا ہونے میں صرف دو منٹ باقی تھے۔

قدم تیزی سے اٹھنے لگے.... بستی سنسان اور تاریک پڑی تھی۔ حمید خود بھی متحیر تھا کہ آخر بستی کے کتے کہاں جا مرے۔

تھوڑے تھوڑے وقفے سے گیدڑوں کی صدائیں آئیں۔ لیکن کتوں کی آواز کا دور دور تک پتہ نہیں تھا۔

ایک کوارٹر کے قریب پہنچ کر رک گیا اور آہستہ سے بولا۔ "بلاک کی شروعات پر جو نمبر میں نے ذہن میں رکھا تھا اُس کے اعتبار سے اسے اٹھارواں ہی کوارٹر ہونا چاہئے۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ دفعتاً اندر سے کسی شیر خوار بچے کے چنگھاڑنے کی آواز آئی۔

"اوہ غلط جگہ آگئے شائد....!" فریدی بڑبڑایا اور پھر جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور روشنی کی لکیر دروازے کے اوپری حصے پر پڑ رہی تھی.... کوارٹر اٹھارواں ہی ثابت ہوا.... نمبر صاف پڑھے جاسکتے تھے۔

اندر بچہ اب بھی روئے جارہا تھا۔

"آپ کسی قسم کی غلط فہمی میں تو مبتلا نہیں....!" حمید نے سرگوشی کی۔

"دھوکا بھی ہوسکتا ہے.... ممکن ہے انہیں علم ہوگیا ہو کہ میں اُن کے پیچھے ہوں۔"

"لہٰذا انہوں نے آپ کو بہکا دیا.... کیوں؟"

"ہاں.... اس کے بھی امکانات ہیں۔"

"سمجھ میں نہیں آتا.... آپ کیا کہہ رہے ہیں۔"

"چپ چاپ کھڑے رہو.... فائر کرنے کے لئے ہر لحظہ تیار....!"

حمید پھر دیوار سے لگ کر کھڑا ہوگیا۔ اندر بچہ اب خاموش ہوگیا تھا۔

"کیا حماقت ہے....!" فریدی کچھ دیر بعد بڑبڑایا۔ "اگر یہ صرف دھوکا تھا تب بھی اب تک کچھ نہ کچھ ہو ہی رہنا چاہئے تھا۔"

"جب تک مجھے پوری بات نہ معلوم ہوجائے.... میں کیا عرض کرسکوں گا۔" حمید جھنجھلا

کر بولا۔

"خاموش رہو....!" فریدی نے مضطربانہ انداز میں کہا پھر تھوڑی دیر بعد بولا۔ "اچھا تم ادھر کا خیال رکھنا.... میں مکان کی پشت پر جارہا ہوں۔"

"ہوں....!" حمید نے خلاء میں گھورتے ہوئے ہونٹ بھینچ لئے۔

وہ فریدی کے دھندلے سائے کو دیوار سے لگ کر دوسری طرف کھسکتے دیکھتا رہا.... ریوالور کا سرد دستہ اُس کی ہتھیلی سے چپک کر رہ گیا تھا۔

دفعتاً اُسے فریدی کی پنسل ٹارچ کی روشنی زمین پر پڑی ہوئی کسی کالی سی شے پر نظر آئی۔

پھر ٹارچ بجھا کر وہ بڑی تیزی سے حمید کی جانب واپس آیا تھا۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں کچھ ہو چکا ہے....!" اُس نے سرگوشی کی۔ "ممکن ہے اسی کوارٹر میں.... اوہ....!"

شیر خوار بچے کی چیخوں نے اُسے جملہ پورا نہ کرنے دیا۔

حمید جو پیر کے جوتے سے داہنی پنڈلی کھجانے کی کوشش کر رہا تھا۔ دفعتاً توازن قائم نہ رکھ سکنے کی بناء پر لڑکھڑایا لیکن سہارے کیلئے دروازے پر ہاتھ رکھتے ہی بالکل بے سہارا ہو گیا۔ کیونکہ ہاتھ کا دباؤ پڑتے ہی دونوں پٹ کھل گئے تھے۔

پھر جتنی دیر میں فریدی اُسے سنبھالنے کے لئے آگے بڑھتا اُس کی پیشانی کوارٹر کے فرش سے ٹکرا ہی گئی۔

خود سے اٹھ بیٹھنا کم از کم ایسی صورت میں تو آسان نہیں ہوتا جب اس طرح غیر متوقع طور پر گرنا پڑے.... فریدی ہی نے جھپٹ کر اُسے اٹھایا تھا۔

دروازہ کھلا ہوا تھا۔ سامنے برآمدہ تھا اور شائد اُس برآمدے کے بعد کمرہ ہی تھا.... کمرے کے دروازے بھی کھلے ہی ہوئے نظر آئے۔ اندر غالباً کیروسین لیمپ روشن تھا۔

حمید کے گرنے اور دروازہ کھلنے سے خاصی تیز آواز پیدا ہوئی تھی۔ لیکن اُس کوارٹر کے رہنے والے گویا مردوں سے شرط باندھ کر سوئے تھے.... شیر خوار بچہ اب بھی روئے جا رہا تھا۔ فریدی اور حمید اب صحن کے وسط میں تھے۔

بچہ پھر خاموش ہو گیا.... لیکن اس بار اُس کی آواز کے علاوہ کوئی دوسری آواز نہیں سنائی

دی تھی۔

سردی کے مارے حمید کا بُرا حال تھا اس لئے اُسے موجودہ سچویشن سے ذرہ برابر بھی دلچسپی نہیں رہ گئی تھی.... بس کسی مشین ہی کی طرح اب تک فریدی کی تقلید کر تا رہا تھا۔

فریدی کو آگے بڑھتے دیکھ کر خود بھی آگے بڑھا۔

لیکن کمرے کا منظر.... حمید کو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اُس کی گردن شانوں سے اکھاڑ کر کہیں دور پھینک دی ہو۔

خون میں لتھڑا بچہ اپنی انگلیاں چوس رہا تھا.... اور وہ لاش غالباً اُس کی ماں ہی کی تھی۔ بستر خون سے تر تھا۔

یک بیک بچہ پھر چنگھاڑنے لگا.... اُس کی انگلیاں منہ سے نکل گئی تھیں۔

حمید نے فریدی کی طرف دیکھا جو ساکت و صامت کھڑا بچے کو گھورے جا رہا تھا۔ پلکیں جھپکائے بغیر.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اُس کی آنکھیں پتھرا گئی ہوں۔

دفعتاً وہ حمید کی طرف مڑ کر بولا۔ "لیدر فیکٹری سے فون کرو.... جاؤ....!"

تصویر

لیدر فیکٹری کی رات والی شفٹ چل رہی تھی حمید سیدھا آفس میں چلا گیا.... اتنی رات گئے کسی اجنبی کو فون کے قریب دیکھ کر ڈیوٹی کلرک متحیر ہوا تھا۔

حمید نے شہر کی کوتوالی کے نمبر ڈائیل کئے اور اس حادثہ کی اطلاع دیتے ہوئے جیسے ہی کوارٹر نمبر کا حوالہ دیا ڈیوٹی کلرک اس طرح اچھل پڑا گویا کسی نے بیخبری میں پشت پر خنجر مارا ہو۔

"جی.... کیا کیا.... کوارٹر نمبر....!" وہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں بولا۔

"اٹھارہ....!" حمید نے ریسیور رکھتے ہوئے اُسے گھورا....

"کہاں کی بات کر رہے ہیں....!"

"کسٹمز کوارٹرز....!"

"نہیں....!" وہ بے تحاشہ چیخا.... اُس کا جسم اس طرح کانپ رہا تھا جیسے اچانک شدید ترین

ملیریا کا حملہ ہوا ہو..... بدقت اُس نے خود کو سنبھالا اور گھٹی گھٹی سی آواز میں بولا۔ ''آپ کون ہیں.....!''

''سَم بوڈی فرام انٹیلی جنس بیوریو.....!'' حمید نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھام کر کرسی میں ڈھیر ہو گیا۔

کچھ دیر اسی طرح بے حس و حرکت پڑا رہا پھر اٹھ کر دروازے کی طرف بھاگا۔

''ٹھہرو.....!'' حمید نے اونچی آواز میں کہا لیکن وہ تو دروازے سے گذر چکا تھا۔

پھر جتنی دیر میں وہ بھی باہر نکلتا ڈیوٹی کلرک اندھیرے میں گم ہو چکا تھا۔

دو چپراسی بوکھلائے ہوئے اندر داخل ہوئے اور حمید کو دیکھ کر ٹھٹک گئے۔

''پولیس.....!'' حمید انہیں گھورتا ہوا بولا۔

''مم..... مگر بابو جی..... سیس..... سرکار.....!'' ایک چپراسی ہکلا کر رہ گیا۔

''کیا یہ منیجر تھا.....!'' حمید نے پوچھا۔

''نہیں ایک بابو.....!''

''کہاں رہتا ہے.....!''

''کوارٹروں میں.....!''

''نمبر.....!''

''اٹھارہ.....!''

''اوہ.....!'' حمید نے کہا اور دفتر سے باہر نکل آیا۔

اُس کے پاس ٹارچ بھی نہیں تھی۔ اس لئے بستی تک جلد نہ پہنچ سکا۔ اب کوارٹر نمبر اٹھارہ کے سامنے خاصی بھیڑ نظر آئی۔ کئی لوگوں کے ہاتھوں میں لالٹینیں بھی تھیں..... اندر کوئی دہاڑیں مار مار کر رو رہا تھا..... غالباً اُس کی چیخیں ہی وہاں بھیڑ اکٹھا کرنے کا باعث بنی تھیں۔

حمید اندر داخل ہوا..... کوارٹر میں کئی لالٹینیں نظر آئیں۔ لیکن فریدی اور لیدر فیکٹری کے کلرک کے علاوہ اور کوئی نظر نہ آیا... وہ صحن کے فرش پر لوٹیں لگاتا ہوا بُری طرح دہاڑیں مار رہا تھا۔

فریدی کمرے میں کیروسین لیمپ سنبھالے مختلف چیزوں کا جائزہ لے رہا تھا۔

جیسے ہی حمید اس کے قریب پہنچا اُس نے اُس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ ''مقتولہ کے شوہر کو

سنبھالو....!"

"بچہ کہاں ہے؟" حمید نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"پڑوس میں....!" فریدی نے کہا اور پھر جھنجھلا کر بولا۔ "جاؤ نا....!"

حمید چپ چاپ صحن میں آ گیا۔ لیکن اُس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ مقتولہ کے شوہر کو کس طرح سنبھالے.... اُسے قطعی احساس نہیں رہا تھا کہ وہ ایک پولیس آفیسر ہے۔

پھر جب کچھ سمجھ میں نہ آیا تو یونہی خواہ مخواہ صدر دروازے سے جا لگا.... باہر کچھ لوگ نیچی آوازوں میں گفتگو کر رہے تھے۔

"ارے....! یہ نہیں دیکھا تم نے.... چار کتے تو نیم کے نیچے ہی مرے پڑے ہیں۔"

"کیا انہیں زہر دیا گیا ہوگا؟" کسی نے پوچھا۔

"اور کیا....؟ دیکھو.... غور کرو.... ایک کتے کی بھی آواز نہیں سنائی دیتی.... ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑا....!"

"اُف فوہ.... کس بُری طرح بھونکتے تھے اگر کوئی راہ گیر ادھر سے نکل جاتا تھا.... سونا دشوار کر دیتے تھے۔"

"آپ لوگ براہِ کرم اپنے گھروں میں جائیے....!" حمید نے دروازے سے سر نکال کر اونچی آواز میں کہا اور دروازہ بند کر دیا۔

اُسے ہوش نہیں تھا کہ وہاں اس طرح کھڑے رہ کر اُس نے کتنا وقت گذارا تھا.... پھر پولیس کاروں کے ہارن سنے تھے سناٹے میں ہلکا سا شور کچھ عجیب سا لگ رہا تھا.... کسی فلم کے بدلتے ہوئے مناظر.... نیند کے دباؤ اور سردی کی زیادتی کی وجہ سے ذہن گویا پتھر کی سیل بن کر رہ گیا تھا۔

وہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہا.... اندھیرے میں کوتوالی انچارج انسپکٹر جگدیش بھی اُسے نظر انداز ہی کر گیا تھا ورنہ اُس کی وجہ سے کچھ دیر تو زبان ہلانی ہی پڑتی۔

اُسے نہیں معلوم کہ پولیس کی آمد پر کیا ہوا تھا.... واپسی میں اُس کی بجائے جگدیش کا اسسٹنٹ کیڈی ڈرائیو کر رہا تھا۔

اُسے پچھلی سیٹ پر بیٹھنا پڑا تھا تاکہ فریدی کی دیکھ بھال کر سکے.... فریدی کا جسم اب کچھ

اسی طرح تپ رہا تھا جیسے لوہے کا کوئی بہت بڑا ٹکڑا بھٹی سے نکال کر ٹھنڈا ہونے کیلئے ڈال دیا گیا ہو۔
ذہنی کیفیت سر سامی سی تھی۔ لیکن باتیں ہوش کی تھیں.... ابھی تک زبان سے کوئی ایسا جملہ نہیں نکلا تھا جو موجودہ سچویشن سے متعلق نہ ہوتا۔ لیکن اس سے پہلے کبھی حمید نے اُسے بڑی بڑی قسمیں کھاتے نہیں سنا تھا.... اور اسی بناء پر اس نے اندازہ لگایا تھا کہ ذہن قابو میں نہیں ہے۔

کیڈی کچھ دیر بعد پولیس ہسپتال کی کمپاؤنڈ میں رکی.... چار بجنے والے تھے۔ فریدی کو پرائیویٹ وارڈ کے ایک کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ انسپکٹر جگدیش حمید کا ہاتھ پکڑے اُسے میٹرن کے کمرے کی طرف لے جا رہا تھا۔

"مجھے تو تمہاری حالت بھی بہتر نہیں معلوم ہوتی....!" جگدیش کہہ رہا تھا۔

"تم ہی کچھ بتاؤ کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا.... اور تم وہاں کیسے جا پہنچے تھے۔"

حمید کچھ نہ بولا۔ حالانکہ اُسے اس شدت سے غصہ آنا چاہئے تھا کہ جگدیش کے منہ پر الٹا ہاتھ رسید کر دیتا۔

میٹرن کے کمرے میں دو نرسیں جن کی ڈیوٹی ختم ہونے والی تھی بیٹھی کافی پی رہی تھیں انسپکٹر جگدیش کو دیکھ کر کھڑی ہو گئیں۔

"بیٹھئے بیٹھئے....!" جگدیش نے ہاتھ ہلا کر کہا۔ "کافی اور ہے....!"

"بہت جناب....!" ایک نے مسکرا کر جواب دیا۔ "تشریف رکھئے۔"

دوسری حمید کو اس طرح گھور رہی تھی جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی ہو۔

حمید نے پتہ نہیں کس طرح ایک کپ کافی حلق سے اتاری۔ وہ جلد از جلد فریدی کے پاس پہنچنا چاہتا تھا۔

جگدیش نے پھر اُسے ٹٹولنا چاہا.... لیکن اس بار حمید بُری طرح جھلا گیا۔

"بکواس بند کرو.... میں کچھ نہیں جانتا۔" اُس نے کہا غالباً کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا کہ میٹرن کمرے میں داخل ہوئی۔

"اوہ.... انسپکٹر....!" اُس نے جگدیش کو مخاطب کیا۔ "سردی کا شدید ترین اثر.... حالت بہتر نہیں ہے.... ایسی حالت میں مریض کو یہاں لانے کی بجائے کوٹھی ہی پر طبی امداد طلب کی جانی چاہئے تھی۔"

"فریدی صاحب سفر میں تھے۔" جگدیش بولا۔

"آپ غالباً سارجنٹ حمید ہیں....!" اُس نے حمید کی طرف دیکھ کر کہا۔ دونوں نرسیں ہونٹوں ہی ہونٹوں میں کچھ بڑبڑائی تھیں اور ایک نے جھپٹ کر حمید کیلئے دوسرا کپ تیار کیا تھا۔

"شکریہ....!" حمید اُس کے ہاتھ سے کپ لیتا ہوا زبردستی مسکرایا۔

"آپ محتاط رہئے جناب....!" میٹرن اُس سے بولی۔ "موسم بڑا واہیات جارہا ہے۔"

"فریدی صاحب کی حالت زیادہ تشویش ناک تو نہیں....!"

"سرسام.... آپ خود اندازہ کر سکیں گے۔"

"مجھے جانا چاہئے۔" حمید خالی کپ میز پر رکھتا ہوا بڑبڑایا۔

"پندرہ منٹ سے پہلے آپ نہیں مل سکیں گے جناب۔" میٹرن نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

دونوں نرسیں حمید کے قریب آکھڑی ہوئیں.... وہ پائپ میں تمباکو بھرنے لگا تھا۔ پھر جب وہ لائٹر کے لئے جیبیں ٹٹولنے لگا تو ان میں سے ایک مینٹل پیس کی طرف جھپٹی اور دوسری نے کہا۔ "دیاسلائی حاضر ہے جناب۔"

"بہت بہت شکریہ....!" حمید شائد پہلی بار اُن کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ جگدیش میٹرن سے گفتگو کر رہا تھا۔ وہ اُسے بتا رہا تھا کہ کس طرح اُسے اس وقت ایک بڑی دردناک سچویشن سے دوچار ہونا پڑا تھا۔

یک بیک ایک نرس کسٹمز کوارٹر کے نام پر چونکی۔

"کن کوارٹرز کا تذکرہ ہے جناب۔" اُس نے پوچھا۔

"نیشنل لیدر فیکٹری کے قریب والے....!"

"کیا....؟" وہ بُری طرح بوکھلا گئی۔

حمید نے جگدیش کو اشارہ کیا کہ اب وہ خاموش رہے اور خود نرس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "اٹھارواں کوارٹر....!"

"اوہ....اوہ....!" وہ اپنی پیشانی رگڑتی ہوئی کرسی میں ڈھیر ہو گئی۔

"کیوں....؟" حمید کا لہجہ اس بار کھردرا تھا۔

"ج....جی....!" نرس چونک پڑی۔ "کچھ نہیں....!"

ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے نادانستگی میں اُس سے کوئی غیر مناسب حرکت سرزد ہوئی ہو اور اب فکر ہو کہ کسی طرح اس کا ازالہ ہو جائے۔

"آپ اٹھارویں کوارٹر کے حوالہ پر کچھ۔" حمید نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے جملہ ادھورا ہی چھوڑ دیا۔

"نہیں.... قطعی نہیں.... نہیں تو جناب بھلا میں کیوں۔" وہ زبردستی ہنستی ہوئی بولی۔

"واہ.... ٹھیک ہی سنا تھا.... آپ کے بارے میں۔ بس جس کے پیچھے پڑ جائیں۔"

حمید نے جگدیش کی طرف دیکھا جو پلکیں جھپکائے بغیر نرس کو گھورے جا رہا تھا۔ پھر وہ تیزی سے میٹرن کی طرف مڑا.... "بھئی سنئے.... میں انسپکٹر تک جلد از جلد پہنچنا چاہتا ہوں۔"

"پانچ منٹ اور انتظار کیجئے۔" میٹرن نے جواب دیا.... اور دوسری نرس سے بولی۔ "کافی اور ہو تو مجھے بھی دو۔"

حمید نے سبھوں کی نظریں بچا کر جگدیش کو اشارہ کیا کہ وہ کمرے سے چلا جائے۔

میٹرن کافی پینے میں محو تھی اور دوسری نرس غالباً اس فکر میں تھی کہ ہیٹر پر کچھ مزید پانی بھی رکھ دے۔

حمید اُسی نرس کی جانب متوجہ رہا جس سے کوارٹر نمبر اٹھارہ کے متعلق گفتگو ہوئی تھی۔

لیکن وہ خلاء میں گھورے جا رہی تھی۔

باہر کھڑکی میں جگدیش کا چہرہ نظر آیا.... غالباً وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ برآمدے میں بھی اُس کی موجودگی ضروری ہے یا نہیں۔

حمید نے اُسے رکنے کا اشارہ کیا اور خود بھی باہر آ گیا۔ اُس کی حالت کافی سنبھل گئی تھی اور ذہن کسی بھی مسئلے سے الجھنے کے لئے تیار تھا۔

"اس پر کڑی نظر رکھو۔" اس نے جگدیش سے کہا۔ "اگر اپنے گھر جائے تو وہاں بھی باہر تمہارے کسی آدمی کی موجودگی ضروری ہے۔ شائد تم اسے پہلے سے جانتے ہو۔"

"ہوں.... اُوں....!" جگدیش کچھ سوچتا ہوا بولا۔ "کوارٹر نمبر اٹھارہ سے متعلق وہ ضرور کوئی خاص بات جانتی ہے.... میں دیکھوں گا.... رجنی نام ہے۔"

حمید پرائیویٹ وارڈ کی طرف بڑھ گیا.... فریدی کے کمرے میں ایک نرس موجود تھی۔
حمید نے دروازے میں قدم رکھتے ہی فریدی کی بڑبڑاہٹ سنی۔ لیکن یہ کہنا محال تھا کہ وہ نرس سے مخاطب ہے، یونہی بڑبڑا رہا ہے۔

آنکھیں چھت سے لگی ہوئی تھیں.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے دیر سے پلکیں نہ جھپکی ہوں۔
حمید بہ آہستگی بستر کے قریب پہنچا۔

فریدی کہہ رہا تھا۔"درندگی.... اوہ.... وہ تنہا سا بچہ.... اپنے اُس بڑے خسارے سے ناواقف جس کے لئے وہ زندگی بھر روئے گا.... میرے معبود.... کیا آدمی سے زیادہ وحشی جانور بھی تو نے پیدا کئے ہوں گے.... میں پھر قسم کھاتا ہوں.... اُن میں سے ایک ایک کا سر کچل دوں گا.... نرس پانی....!"

پھر اُس نے حمید کی طرف گردن گھمائی تھی اور اُسے اس طرح گھور رہا تھا جیسے اُس دردناک قتل میں اُس کا بھی ہاتھ رہا ہو۔

"گٹ آؤٹ....!" وہ یک بیک دہاڑا۔

"او کے.... باس....!" حمید نے سلیوٹ کرنے کے سے انداز میں ہاتھ اٹھایا اور تیزی سے دروازے کی طرف مڑ گیا۔ نرس نے بھی اُسے اشارہ کیا تھا کہ وہ چلا ہی جائے۔

کیفیت سرسامی ہے۔ حمید نے سوچا لیکن زبان سے نکلنے والے الفاظ مفہوم رکھتے تھے۔ انہیں آنمل یا بے جوڑ نہیں کہا جاسکتا۔ تو گویا.... یہ آدمی.... بیہوشی کے عالم میں بھی عجیب ہی ثابت ہوا ہے۔

غیر متوقع طور پر راستے میں جگدیش سے مڈبھیڑ ہو گئی۔

"کیوں....؟" حمید کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ بیہوش ہو گئی ہے....!" جگدیش نے کہا۔

"کیسے....!"

"اس کا وینٹی بیگ سامنے والی میز پر رکھا ہوا تھا۔ دوسری نرس نے میٹرن کے لئے کافی بنائی تھی پیالی.... رکھنے کے لئے اُس نے وینٹی بیگ ایک طرف ہٹانا چاہا تھا۔ دفعتاً رجنی بوکھلائے ہوئے انداز میں کہتی اٹھی.... "ٹھہرو اسے ہاتھ نہ لگانا".... اور چار قدم چل کر ڈھیر ہو گئی۔"

”زہر....!“

”نہیں.... بس بیہوشی.... چہرہ پسینے سے بھیگا ہوا تھا۔“

”ہوں.... تم نے وینٹی بیگ تو چیک کیا ہی ہو گا۔“

”اب.... ابھی تو نہیں....!“

”آؤ....!“ حمید تیزی سے آگے بڑھتا ہوا بولا۔

بیہوش رجنی کو اسٹریچر پر لٹا کر باہر لے جایا جا رہا تھا.... حمید کی نظر سب سے پہلے وینٹی بیگ ہی پر پڑی.... وہ اب بھی میز پر ہی تھا.... یہاں شائد کسی نے اُس کی طرف توجہ نہیں دی تھی۔

”کیا آپ یہیں تشریف رکھیں گے....“ میٹرن نے دروازے میں رک کر پوچھا۔

”جی....!“ حمید نے اُس کی طرف مڑے بغیر جواب دیا۔

اب اُن دونوں کے علاوہ کمرے میں اور کوئی نہیں تھا۔ حمید نے وینٹی بیگ اٹھایا۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں ہاتھوں سے سر تھامے بیٹھا تھا۔

”کیا ہوا....!“ جگدیش نے مضطربانہ انداز میں پوچھا۔

”ساڑھے گیارہ روپے....“ حمید نے گھٹی گھٹی سی آواز میں جواب دیا۔

”میں نہیں سمجھا۔“

”اس بیگ میں صرف ساڑھے گیارہ روپے ہیں۔“

”پھر....؟“ جگدیش نے احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

”میں کیا بتاؤں۔“ حمید نے ٹھنڈی سانس لی۔ ”ساڑھے گیارہ روپے کی اہمیت.... نہیں.... میرے بس سے باہر ہے.... میں کسی بنئے کی اولاد نہیں....!“

”پھر چوٹ کی تم نے....!“ جگدیش جھنجلا گیا۔ حمید اُس کی طرف دھیان دیئے بغیر بیگ کے دوسرے خانوں کا جائزہ لینے لگا.... جگدیش اُسے بدستور گھورے جا رہا تھا۔ کچھ دیر بعد حمید نے سیٹی بجانے کے سے انداز میں ہونٹ سکوڑے اور کنکھیوں سے جگدیش کی طرف دیکھا اور پھر پوری طرح متوجہ ہو کر بولا۔ ”فریدی صاحب بے ہوش نہیں ہیں۔“

”ذرا لپک کر پوچھنا تو کہ تین بٹا چار کی چوتھائی کا کیا بنا۔“

”کیا مطلب....!“

"ہمارے نجی اشارے ہیں۔" حمید نے بے حد سنجیدگی سے جواب دیا۔ "جلدی کرو۔"

"تین بٹا چار کی چوتھائی....!" جگدیش ذہن نشین کرنے کے سے انداز میں بڑبڑایا۔ "اچھا" اور پھر وہ دروازے کی جانب مڑ گیا۔

حمید کھڑکی سے دیکھتا رہا۔ جب وہ سامنے والی عمارت کے موڑ پر نظروں سے اوجھل ہو گیا تو اُس نے وینٹی بیگ سے ایک پیکٹ نکالا اور اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا۔

پھر وینٹی بیگ کو بھی دوبارہ اُس کی اصل جگہ پر پہنچانے میں دیر نہیں لگائی۔

چند لمحوں بعد وہ آرام کرسی میں پڑا ہوا پائپ میں تمباکو بھر رہا تھا۔

دھندلکے پر افق کی سرخیوں کی چھوٹ پڑنے لگی تھی۔ پائپ سلگانے سے پہلے اُس نے ایک طویل انگڑائی لی۔

باہر برآمدے میں کھڑکی کے قریب ایک چہرہ نظر آیا.... لیکن وہ انسپکٹر جگدیش نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ کھڑکی سے ہٹ کر دروازے کے قریب آ گیا۔ کوئی میل نرس معلوم ہوتا تھا۔ غالباً ڈیوٹی ہی پر تھا ورنہ جسم پر ایپرن کیوں ہوتا۔

"رجنی کا وینٹی بیگ یہی ہے نا....؟" اُس نے وینٹی بیگ کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"پتہ نہیں....!" حمید نے شانوں کو جنبش دی۔

"وہ ہوش میں آ گئی ہے....!" اُس نے کہا اور بیگ سنبھال کر کمرے سے نکل گیا۔

حمید کی آنکھیں نیند سے بوجھل ہوئی جا رہی تھیں۔ لیکن اُس نے سو رہنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ کیونکہ اب وہ اپنی حرکت کا ردعمل دیکھنا چاہتا تھا۔ ایک ساتھ دو پانسے پھینکے تھے ایک تفریحی تھا اور دوسرا کام کا۔ مگر تفریحی کیوں؟ کام ہی کے سلسلے میں تو وہ تفریح ہاتھ آئی تھی۔ یعنی جگدیش کی موجودگی میں وہ اُس وینٹی بیگ پر ہاتھ نہیں صاف کرنا چاہتا تھا۔

اُس نے سوچا.... "تین بٹا چار کی چوتھائی۔" فریدی کو فارسی بولنے پر مجبور کر دے گی.... پھر جگدیش پر جو کچھ بھی گذرے.... یقینی طور پر اُس کی حجامت بن گئی ہو گی.... حمید بے ساختہ مسکرا پڑا۔

پھر اُس کا ذہن بیہوش رجنی کی طرف منتقل ہو گیا۔ اب اُس نے اپنا وینٹی بیگ کھولا ہو گا....

اور وہ چیز تلاش کر رہی ہو گی جس کے لئے اُس نے وینٹی بیگ میں ہاتھ لگانے سے منع کیا تھا.... منع کیا تھا.... اوہ.... وہ یک بیک اچھل کر کھڑا ہو گیا.... ایک خیال تیزی سے اُس کے ذہن میں آیا تھا.... ہوش آنے پر تو وہ خود ہی دوڑی آتی.... کسی دوسرے سے بیگ منگوانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا.... تو پھر کیا وہ دھوکا تھا....؟ کوئی تیسری پارٹی بھی اس بیگ میں دلچسپی لے سکتی ہے.... کیا اور کوئی اُسے اڑا لے گیا۔

حمید تیزی سے اٹھا لیکن ابھی دروازے کی طرف مڑا بھی نہیں تھا کہ خود رجنی مخبوط الحواس لوگوں کے سے انداز میں کمرے میں داخل ہوئی۔

"میرا بیگ....!" وہ حلق پھاڑ کر چیخی.... اور پھر دروازے کی طرف مڑی ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اُس نے حمید کی طرف دیکھا ہی نہ ہو۔

اب وہ میٹرن سے مخاطب تھی۔ "میرا بیگ.... میرا بیگ....!"

میٹرن نے حمید کی طرف دیکھا۔

"یہاں میز پر ایک وینٹی بیگ موجود تھا۔" حمید نے خشک لہجے میں کہا۔

"پھر.... وہ کہاں گیا....!" رجنی وحشیانہ انداز میں چیخی۔

"کچھ دیر ہوئی ایک میل نرس تمہارے حوالے سے اٹھا لے گیا۔ اُس نے کہا کہ رجنی کو ہوش آگیا ہے.... اپنا وینٹی بیگ مانگ رہی ہے.... بس وہ لے گیا۔"

"یہ جھوٹ ہے....!" رجنی میٹرن کی طرف مڑی۔ "کھلا ہوا جھوٹ۔"

"ہاں.... یہ تو ابھی ہوش میں آئی ہے۔" میٹرن متفکرانہ انداز میں بولی پھر چونک کر پوچھا۔ "تم اُس کے لئے پریشان کیوں ہو۔ اُس میں کیا تھا.... کوئی بڑی رقم....!"

"رقم.... نہیں.... تت.... تصویر...." وہ شرابیوں کے سے انداز میں جھکولے لیتی ہوئی بولی۔ "بچاؤ.... مجھے بچاؤ سارجنٹ پلیز...." بیہوشی کا دوسرا حملہ۔

دوسری چوٹ

حمید ایک بار پھر فریدی کے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔

صبح کی پہلی کرنیں عمارت کی بالائی منزلوں پر رینگنے لگی تھیں۔

برآمدے میں پہنچ کر حمید نے رفتار کم کر دی۔ اتنی احتیاط سے قدم اٹھا رہا تھا کہ پیروں کی چاپ قریب سے بھی نہ سنی جا سکتی۔

کمرے کا دروازہ بند تھا اور اندر سے آواز آ رہی تھی۔ "تین بٹا چار کی چوتھائی.... تین بٹا چار کی چوتھائی.... تین بٹا چار کی چوتھائی۔"

جگدیش کی آواز پہچان لینے کے بعد حمید بدقت تمام اپنا قہقہہ روک سکا۔ پتہ نہیں اُس پر کیا گذری کہ وہ "تین بٹا چار کی چوتھائی۔" کا وظیفہ اتنی تیزی سے کئے جا رہا تھا۔

اُس نے ایک انگلی سے دروازے پر آہستہ آہستہ دستک دی.... دروازہ تھوڑا سا کھلا اور نرس کا سر باہر نکل آیا۔

"اوہ... سارجنٹ... پلیز... کسی طرح انسپکٹر کی جان بچائیے۔" نرس نے آہستہ سے کہا۔

"کیا مطلب....!" حمید چونک کر اُسے گھورنے لگا۔

"وہ شاید آپ ہی کا کوئی پیغام لائے تھے.... فریدی صاحب کو غصہ آگیا۔ بولے کہ دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور جب تک مجھ سے کوئی جواب نہ ملے بلند آواز میں پیغام دہراتے رہو۔"

حمید بے ساختہ ہنس پڑا لیکن نرس اُسے اس طرح گھورنے لگی جیسے اُس کی ذہنی صحت مندی پر بھی شبہ کر رہی ہو۔

"مجھے اندر جانے دو...." حمید نے سنجیدگی اختیار کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"جی نہیں... معافی چاہتی ہوں جناب انہوں نے کہا ہے کہ اب کسی کو بھی اندر نہ آنے دوں۔"

"تو پھر جگدیش کیسے باہر آئے گا۔"

"دیکھئے میں پھر کوشش کرتی ہوں....!" نرس نے کہا اور سر اندر کھینچ کر پھر دروازہ بند کر لیا۔

کچھ دیر بعد دروازہ پھر کھلا اور چشم زدن میں بند ہو گیا۔ جگدیش حمید کے قریب کھڑا ہانپ رہا تھا۔ ایسا لگا جیسے اُسے کمرے سے دھکیل کر دروازہ بند کیا گیا ہو۔

"کیا ہوا....؟" حمید نے بڑی صفائی سے قہقہہ ضبط کیا۔

جگدیش نے فوراً ہی جواب نہیں دیا۔ بس ہانپتا اور خواہ مخواہ مسکراتا رہا.... جھینپی ہوئی

مسکراہٹ بار بار ہونٹوں پر نظر آتی اور اس طرح غائب ہو جاتی جیسے کسی آٹو میٹک کنٹرول کی رہین منت ہو.... پھر یک بیک وہ بالکل سنجیدہ نظر آنے لگا۔

"کیا بات ہے.... تم بولتے کیوں نہیں۔"

"انسپکٹر صاحب کی ذہنی حالت....؟" جگدیش نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔

"اوہ تو کیا.... وہ اب بھی سرسام کے زیر اثر ہیں۔"

"خدا جانے.... لیکن .... اوہ تم خود سوچو.... میں نے تمہارا پیغام اُن تک پہنچانے سے پہلے نرس سے پوچھ لیا تھا.... اُس نے بتایا کہ وہ ہوش میں ہیں اُن سے گفتگو کی جاسکے گی.... میں نے تمہارا پیغام پہنچایا بس ایک دم بھڑک اٹھے.... کہنے لگے دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ اور اس وقت تک پیغام دہراتے رہو جب تک کہ میں کوئی جواب نہ دوں.... پون گھنٹہ ہو گیا.... اب بتاؤ۔"

حمید کے چہرے پر بھی تشویش کے آثار نظر آئے.... وہ پھر دروازے کی طرف بڑھا اور دستک دی۔

"دفع ہو جاؤ۔" اندر سے فریدی کی غراہٹ سنائی دی۔ "چلے جاؤ ورنہ جان سے مار دوں گا۔"

حمید پھر پیچھے ہٹ آیا۔

"ب.... بیچاری.... نرس....!" جگدیش ہکلایا۔

"کیوں.... نرس کو کیا ہوا....!"

"دم نکلا جارہا ہے غریب کا.... مگر ڈیوٹی.... ڈیوٹی ہے۔"

"بیوٹی۔" حمید نے بائیں آنکھ دبائی.... پھر یک بیک سنبھل کر بولا۔ "چلو.... رجنی پھر بیہوش ہو گئی ہے۔"

ساتھ ہی اُسے بعد کی کہانی بھی دہرانی پڑی۔

"مم.... مگر.... وینٹی بیگ میں تو کوئی ایسی خاص چیز بھی نہیں تھی۔" جگدیش نے کہا۔

"خدا جانے....!" حمید لاپروائی سے بولا۔ وہ میٹرن کے کمرے کے قریب پہنچ چکے تھے۔

کمرہ خالی نظر آیا.... برآمدے میں ایک مڈوائف نے بتایا کہ وہ لوگ بیہوش رجنی کو آپریشن تھیٹر کی طرف لے گئے ہیں اور اس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا۔

حمید نے تیزی سے قدم بڑھائے اور پھر دوڑنے لگا۔ وہ آپریشن تھیٹر کی طرف جارہا تھا۔

"ٹھہرو تو.... سنو تو سہی۔" جگدیش نے آواز دی لیکن رکنا تو درکنار حمید نے مڑ کر دیکھا تک نہیں۔

آپریشن تھیٹر والے برآمدے میں میٹرن سے مڈبھیڑ ہوئی۔

"اوہ سارجنٹ.... خدا اُسے زندہ رکھے میرا خیال ہے کہ برین کی کوئی رگ پھٹ گئی ہے۔"

میٹرن نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ "وہ بہت زیادہ مضطرب نظر آرہی تھی"۔

"پھر....!"

"ڈاکٹر بنرجی اُسے دیکھ رہے ہیں۔"

"آپریشن....!"

"فوری طور پر ناممکن ہے۔"

حمید کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ اب اُسے کیا کرنا چاہئے۔ اُس نے جیب میں پڑے ہوئے سخت سے پیکٹ کو ٹٹولا اور پھر جگدیش کو گھورنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد اُس نے میٹرن سے پوچھا۔ "کتنے میل نرس اس وقت ڈیوٹی پر ہیں....

"رجسٹر دیکھ کر بتا سکوں گی۔"

ایک گھنٹے کے اندر اندر وہ تمام میل نرس بھی طلب کر لئے گئے جو رات کی ڈیوٹی ختم کر کے اپنے کوارٹرز میں آرام کر رہے تھے.... لیکن حمید کو وہ آدمی نہ مل سکا جو رجنی کا وینٹی بیگ لے گیا تھا۔

پھر وہ پیکٹ حمید کے ذہن میں بُری طرح چبھنے لگا.... اُس کا اندازہ تھا کہ اُس میں کچھ رنگین لفافے اور تصاویر ہیں.... جن کے گوشے پھٹے ہوئے پیکٹ سے جھانکتے نظر آئے تھے۔

فریدی کا رویہ سمجھ سے باہر تھا۔ وہ فیصلہ نہ کر سکا کہ اسے کیا سمجھا جائے۔

اب تو بھوک اور نیند کی وجہ سے حالت غیر ہونے لگی تھی.... اُس نے سوچا کھسک ہی جانا چاہئے.... لیکن فریدی.... اور رجنی تو اب بھی بیہوش پڑی تھی۔

ماہرین کی رائے تھی کہ فوری طور پر آپریشن خطرناک ثابت ہوگا۔ اس لئے وہ آپریشن تھیٹر سے باہر نہ لائی گئی۔

کچھ دیر بعد فریدی پر بھی ماہرین کی ایک ٹیم جھک پڑی.... لیکن حمید اُن کا فیصلہ سننے کے

لئے وہاں نہ ٹھہر سکا۔ بھوک نیند اور جیب میں پڑے ہوئے پیکٹ نے اُسے کوٹھی کی راہ لینے پر مجبور کر ہی دیا۔ سب سے زیادہ اضطراب پیکٹ سے متعلق تھا.... آخر کیا تھا اس میں؟

بھوک کی شدت نے اُسے آرلکچھو کی کمپاؤنڈ میں رکنے پر مجبور کر دیا۔

کیڈی سے اُترا اور سیدھا انکوائری کیبن کی طرف چلا گیا۔ فون پر پولیس ہسپتال کے نمبر رنگ کئے۔ فریدی اور رجنی کے متعلق تازہ ترین اطلاعات چاہتا تھا۔

رجنی اب بھی بیہوش تھی اور فریدی کا بخار ہلکا تھا لیکن ذہنی کیفیت اعتدال پر نہیں آئی تھی۔ حمید نے ریسیور رکھ کر ایک طویل سانس لی اور ڈائننگ ہال کی طرف چل پڑا۔

بھوک کی شدت میں اکثر پہلا ہی نوالہ ذہن پر کچھ ایسے ناگوار اثرات مرتسم کرتا ہے کہ کھانے سے توبہ ہی کرتے بن پڑتی ہے.... حمید نے بھی سلائس رکھ دیا اور فی الحال صرف چائے پر ٹالنے کی کوشش کی.... وہ جانتا تھا کہ شائد دن میں سونا بھی نصیب نہ ہو۔ اس لئے معدے کو جتنا ہلکا رکھا جائے اتنا ہی بہتر ہوگا۔

چائے کی دو پیالیاں حلق میں انڈیل کر اُس نے کوٹ کی اندرونی جیب ٹٹولی۔

کہاں دیکھا جائے اسے؟.... اُس نے سوچا۔ گھر تک پہنچنے میں تقریباً بیس منٹ صرف ہوتے.... اور یہ بھی ضروری نہیں تھا کہ آرلکچھو سے نکلتے ہی وہ گھر کی طرف روانہ ہو جاتا۔

تھوڑی دیر تمباکو نوشی کے بعد وہ اٹھا اور سیدھا غسل خانوں والی لائین کی طرف چلا گیا.... تصویر....؟ کیسی تصویر ہوگی.... وہ سوچ رہا تھا۔

باتھ روم کا دروازہ بہت احتیاط سے بند کیا.... سوئچ آن کر کے بلب روشن کیا.... اور جیب سے پیکٹ نکال کر متفکرانہ انداز میں اُسے الٹتا پلٹتا رہا.... پھر فیتہ کھولنے لگا۔

"اوہ....!" اُس کے ہونٹوں نے تنگ سا دائرہ بنایا.... تصویر....؟ مگر تصویر کیوں؟

وہ تو درجنوں تصویریں تھیں.... مختلف افراد کی....

عورتیں.... مرد اور بچے.... بہتیرے کارڈوں پر صرف مناظر تھے ایک بھی ایسی تصویر نہ دکھائی دی جسے وہ کسی قسم کی اہمیت دے سکتا۔

پیکٹ دوبارہ باندھ کر جیب میں ٹھونستا ہوا باتھ روم سے نکل آیا۔ اُس کے ہونٹوں کے کھنچاؤ سے بیزاری مترشح تھی۔ پھر گھر پہنچتے پہنچتے اُسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے پلکیں متورم ہو گئی

ہوں۔ آنکھوں میں شدید قسم کی جلن موجود تھی۔

چار بجے شام تک اُس کی خواب گاہ میں خراٹے گونجتے رہے اور خراٹے بھی ایسے کہ دروازہ پیٹے جانے کا شور بھی اُن میں مدغم ہو کر رہ جاتا۔ بھلا پھر آنکھ کیسے کھلتی۔ ملازموں کو دانتوں پسینہ آگیا تھا اور جگدیش اُن کے سروں پر مسلط تھا.... بدقت تمام حمید جاگا.... اور اچھی طرح ہوش آنے سے پہلے ہی اُس نے رجنی کی موت کی خبر سنی.... آپریشن ہو جانے کے بعد ڈاکٹر مطمئن تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ وہ خطرے سے باہر تھی۔ آپریشن کامیاب ہوا تھا.... لیکن اچانک تین بجے بیہوشی ہی کی حالت میں اُسے خون کی قے ہوئی اور پھر اُس نے دم توڑ دیا۔

"تین ماہرین اس پر متفق ہیں کہ حقیقتاً اُس کی موت کسی قسم کے زہر سے واقع ہوئی ہے۔" جگدیش نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"میں نہیں سمجھا۔" حمید نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہا۔

"آپریشن کے بعد ہی زہر انجکٹ کیا گیا تھا....!"

"پوسٹ مارٹم کی رپورٹ ہے؟" حمید نے پوچھا۔

"نہیں.... ابھی پوسٹ مارٹم نہیں ہوا۔ لیکن زہر کی ساری علامات موجود ہیں۔"

"ہوں....!" حمید کسی سوچ میں پڑ گیا.... جگدیش اُسے اپنے ساتھ باہر لے جانا چاہتا تھا۔ کسٹمز کوارٹرز کے اٹھارویں مکان تک جہاں پچھلی رات ایک دردناک قتل ہوا تھا۔

تھوڑی ہی دیر بعد اُن کی جیپ سڑک پر نظر آئی۔

"کیا رجنی کی موت...." جگدیش نے کچھ کہنا چاہا لیکن حمید نے جملہ پورا نہ کرنے دیا۔

"میری سنو....!" وہ سامنے نظر جمائے ہوئے بولا۔ "فریدی صاحب اب کس حال میں ہیں۔"

"وہ ابھی تک مجھے نہیں پہچان سکے۔" جگدیش نے طویل سانس لی۔

"بخار....!"

"بخار قطعی نہیں ہے....!"

"میں نہیں سمجھ سکتا۔ کیا چکر ہے...." حمید بڑبڑایا۔ "پچھلی رات تو سرسامی کیفیت کے دوران میں ہذیان بھی بے ربط نہیں تھا۔ اب کیا ہوا۔"

جگدیش کچھ نہ بولا۔ جیپ پرنسٹن کے علاقے میں فراٹے بھر رہی تھی۔ اس وقت جیپ غالباً

ابھی لئے نکالی گئی تھی کہ وہ سڑک سے جانے کی بجائے مختصر ترین راستہ اختیار کریں۔ لیکن منزل مقصود تک پہنچنے سے قبل ہی سورج غروب ہو گیا۔

"کیا مصیبت ہے۔" کچھ دیر بعد حمید بڑبڑایا۔ "کیا ہم راستہ بھٹک گئے ہیں۔"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔"

"سوچ رہے ہو۔" وہ اوپری ہونٹ بھینچ کر بولا۔ "اور یہ جیپ تمہارے خیالات کی پابند ہے!"

"یار سمجھ میں نہیں آتا کہ تم جیسے لوگ اس محکمے کا رخ کیوں کرتے ہیں۔"

"اے تو مجھے کیوں کھانے دوڑتے ہو.... اسٹیئرنگ تمہارے ہاتھ میں ہے یا میرے۔"

"غلط جا رہے تھے تو ٹوکنا چاہئے تھا مادھو جی....!"

"اتنے عقلمند آدمی کو ٹوکنا بھی حماقت ہے۔" جگدیش بھی شائد تفریح کے موڈ میں تھا۔

"ایڈیٹ....!" حمید ہونٹوں ہی ہونٹوں میں بڑبڑایا۔ پھر جھلا کر بولا۔ "پتہ نہیں ہم کدھر جا رہے ہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ لیدر فیکٹری دور نہیں ہے.... کیا تم ایک خاص قسم کی بو نہیں محسوس کر رہے....!"

"اتنی تیز بو رکھنے والوں کے گلے میں پٹہ نظر آتا ہے اور وہ باندھ کر رکھے جاتے ہیں۔" حمید نے جلے بھنے لہجے میں کہا۔

"فکر نہ کرو.... اس راستے پر گاڑی لگائے رکھو.... پہنچیں گے ضرور۔" جگدیش اُس کی جھلاہٹ سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

راستہ کچا تھا جس پر بیل گاڑیوں کے پہیوں کے گہرے نشانات تھے اور دونوں طرف اونچی اونچی کھائیوں پر سرکنڈے کی جھاڑیاں تھیں۔

دفعتاً بائیں جانب سے کسی سیاہ سی چیز نے جیپ پر چھلانگ لگائی اور ٹھیک پچھلی نشست پر آئی.... اور دو فولادی پنجے اُن دونوں کے گردنوں میں پیوست ہو گئے۔

"گاڑی روکو....!" پتہ نہیں آدمی کی آواز تھی یا کسی چیتے کی غراہٹ.... حمید نے یکلخت گاڑی روک دی۔ لیکن انجن نہیں بند کیا۔

پھر یک بیک اُس نے دیکھا کہ جگدیش اپنی سیٹ سے اچھل کر دائیں جانب والی جھاڑیوں میں

جا گرا۔

"خبر دار.... جہاں ہو وہیں ٹھہرو۔"میرے ہاتھ میں ریوالور ہے.... اور اُس کا رخ تمہاری ہی طرف ہے۔" غراہٹ نما آواز پھر حمید کے کانوں سے ٹکرائی غالبًا حملہ آور نے جگدیش کو مخاطب کیا تھا۔ اُس کا داہنا ہاتھ تو اب بھی حمید کی گردن ہی پر تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے فولادی انگلیاں گوشت اور پٹھوں کو چھیدتی ہوئی گردن کی ہڈی تک پہنچ جائیں گی۔

دوسری طرف جگدیش سوچ رہا تھا خود اُس کے ہولسٹر میں ریوالور تو موجود ہے.... لیکن وہ کرے گا کیا؟.... اگر فائر کرے تو ہو سکتا ہے کہ حمید ہی کے گولی لگ جائے.... اندھیرے میں دونوں کے درمیان فرق کرنا بڑا مشکل کام تھا۔

پھر یک بیک وہ مجسم جھلاہٹ بن گیا۔ بُری طرح تاؤ آیا حملہ آور پر کیونکہ اُس نے اُسے ایک ہلکے پھلکے بچے کی طرح جیپ سے اچھال کر پھینکا تھا۔ اگر وہ ذرہ برابر بھی مزاحمت کرتا تو اُس وقت شائد گردن شانوں پر موجود نہ ہوتی۔ حملہ آور کی گرفت اتنی ہی مضبوط تھی۔

ادھر حمید نے چاہا تھا کہ اسٹیئرنگ سے ہاتھ ہٹائے دفعتاً حملہ آور غرایا۔

"نہیں.... دونوں ہاتھ اسٹیئرنگ پر رکھو.... ورنہ ختم ہی کردوں گا۔"

ساتھ ہی گردن پر اُس کی گرفت کچھ اور تنگ ہوگئی۔ حمید نے محسوس کیا کہ اُس کی دھمکی غلط نہیں ہو سکتی۔ دم گھٹ جانے میں کوئی کسر باقی نہ رہے گی۔"

پھر اُس کی کوٹ کی اندرونی جیب میں تصویروں کا پیکٹ اس طرح غائب ہو گیا جیسے خود اُسی کے پر لگ گئے ہوں۔

داہنی جانب کی جھاڑیوں میں زوردار قسم کی کھڑکھڑاہٹ ہوئی۔ حملہ آور ایک ہی جست میں اوپر پہنچ کر غائب ہو چکا تھا۔

حمید کا سر اسٹیئرنگ سے اس طرح ٹکرایا کہ پھر نہ اٹھ سکا۔ کنپٹیاں سنسنا رہی تھیں۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اب وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہی نہ ہو سکے گا۔ پتہ نہیں اُس گرفت نے کون سی رگیں بھینچ ڈالی تھیں....

دوسری طرف جگدیش ان حالات سے بے خبر زمین سے چپکا ہوا کسی تیندوے کی طرح آہستہ آہستہ کھائی سے نیچے اُتر رہا تھا۔

جیپ کی پشت پر پہنچ کر اُس نے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑیں۔ اسٹیئرنگ پر ایک گٹھر سا نظر آیا.... بے حس و حرکت.... البتہ گہری گہری سانسوں کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

پھر جیب سے سگریٹ لائٹر نکالنا پڑا.... کیونکہ چھوٹی ٹارچ اس اُچھل کود کے دوران کہیں گر گئی تھی۔

حمید اسٹیئرنگ پر ڈھیر تھا.... اُس نے اُسے ہلا جلا کر آوازیں دیں....

حمید نے سر اٹھایا.... آنکھیں حلقوں سے اُبلی پڑ رہی تھیں.... انگاروں کی طرح دہکتی ہوئی۔

"مجھے ہسپتال لے چلو....!" اُس نے کہا۔

"اُس نے کیا.... کیا....؟"

"بکومت....!" حمید حلق پھاڑ کر چیخا۔ "اسٹیئرنگ کرو....!"

"کہاں.... چلو گے۔"

"جہنم میں....!" حمید آگے پیچھے جھولتا ہوا بولا۔ "کیونکہ وہاں والد صاحب سے ملاقات نہ ہو سکے گی۔ بہت مذہبی آدمی ہیں....!"

"کوارٹر نمبر اٹھارہ....!"

"دس آٹھ.... اٹھارہ.... دس نوانیس.... دس دہائیں.... دہائیں.... دہائیں....!"

اُس کی گردن پشت گاہ پر ڈھلک گئی.... بیہوش ہو چکا تھا۔

واپسی

جگدیش بُری طرح بوکھلا گیا تھا۔ بمشکل تمام اُس نے حمید کو پچھلی سیٹ پر ڈالا اور لائٹر جلا کر بیہوشی کی وجہ دریافت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن کامیابی کیونکر ہوتی.... گردن پر زخم تو نہیں تھے۔

ایک بار پھر اُسے پولیس ہسپتال کا رخ کرنا پڑا.... یہ اور بات ہے کہ کمپاؤنڈ میں داخل ہوتے ہی حمید پوری طرح ہوش میں آگیا ہو۔

"کہاں لے آئے....!" اُس نے کہنی کے بل اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ہسپتال....!" جگدیش خوش ہو کر بولا۔

"گدھے ہو.... نیاگرا لے چلو.... آج وہاں کا کیبرے ہے۔"

"کیا مصیبت ہے...." جگدیش ہونٹوں میں بڑبڑایا۔

"کیبرے مصیبت ہے.... کیوں....؟" حمید غرایا۔

"ابھی تو مر رہے تھے.... اور اب کیبرے....!" جگدیش جھنجھلا گیا۔

"چلو مارٹینی پلاؤں گا.... بھوک کھل جائے گی...." حمید نے نرم لہجے میں کہا۔

"گدھے ہو.... مجھے انسپکٹر صاحب کی فکر ہے۔"

"کسی پاگل کی فکر میں مرے تو اگلے جنم میں پاگل کتا بنادیئے جاؤ گے۔"

"تمہیں پرواہ نہیں ہے۔"

"مجھے ایسے آدمیوں سے ذرہ برابر دلچسپی نہیں جو سرسام کی حالت میں ڈھنگ کی باتیں کریں اور نارمل کنڈیشن میں کاٹنے دوڑیں۔"

"چلو.... کم از کم.... خیریت تو دریافت ہی کرلیں۔" جگدیش نے نرمی سے کہا۔ کیبرے کے نام پر خود اُس کے دل میں بھی گدگدیاں سی ہو اٹھی تھیں.... پھر خیریت بھی دریافت ہو گئی.... اور ایسی کہ حمید بائیں ٹانگ پر ناچ کر رہ گیا۔

ڈیوٹی ڈاکٹر نے بتایا۔ "وہ سر شام ہی گھر چلے گئے.... بالکل ٹھیک تھے۔ ہم نے ٹیکسی منگوانی چاہی تھی.... لیکن انہوں نے کہا ضرورت نہیں.... ٹہلتا ہوا نکل جاؤں گا۔"

"سنا تم نے....!" حمید نے اتنی اونچی آواز میں کہا جیسے جگدیش بہرہ ہو۔

اور پھر وہ سچ مچ نیاگرہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ دونوں کی گردنیں بُری طرح دکھ رہی تھیں۔ جگدیش کو حملہ آور پر پھر تاؤ آگیا تھا اور حمید سوچ رہا تھا کہ آخر کار پیکٹ ہاتھ سے نکل ہی گیا.... رجنی کی موت اور نمبر اٹھارہ کے قتل کا تعلق کسی حد تک واضح ہو ہی گیا تھا۔

"آخر حملہ آور تھا کون.... مقصد کیا تھا....!" دفعتاً جگدیش نے پوچھا۔

"ہمارا ایک بہت بڑا ہمدرد جو ہمیں ان الجھیڑوں سے نجات دلانا چاہتا تھا مگر بدنصیبی کہیں بھی ساتھ نہیں چھوڑتی.... ایسی بھی کیا سخت جانی.... اُف فوہ! خیر ٹالو.... ہاں تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ اسپینی پارٹی بڑی شاندار ہے.... پچھلے سال بھی آئی تھی۔ اس میں ایک لڑکی میلی ردن ہے.... آرکسٹرا کے ساتھ گاتی ہے.... جب والز کی موسیقی پر کوئی اسٹار لائٹ سیرے نیڈ

چھیڑتی ہے توہائے.... ارے میں تو پچھلے سال بھی ساڑھے تین مہینے تک اُس پر عاشق رہا تھا۔"

"یار تمہارے عشق میری سمجھ میں نہیں آتے۔"

"اپنے ہی کب آتے ہیں! تم کہتے ہو کہ تمہیں اپنی سالی سے عشق ہے....!"

"کیا بکتے ہو....!" جگدیش جھنجھلا گیا۔

"اچھا تو پھر.... مجھے ہی ہوگا۔"

"گاڑی سے نیچے پھینک دوں گا۔"

"کوشش کرو.... اور اپنی سالی کا دل توڑ دو.... اُف فوہ.... یہ سالی بھی کیا چیز ہوتی ہے۔"

"ٹھہر تو سالی بتاتا ہوں....؟ مگر ایک بات ہے پیارے.... سالی اگر کالی نہ ہو تو اُسے سالی سمجھنے کو جی نہیں چاہتا.... سالی.... کالی.... گالی.... اور اُس کے بعد مولانا حالیؔ

بجے سر پہ طبلہ تو ٹھینگے سے اُنکے"

"جیب میں بوتل بھی تھی کیا....؟" جگدیش نے حیرت سے کہا۔ "نشے میں ہو؟"

"کسی کی بھی سالی ہو میرے لئے بے حد نشہ آور ہوتی ہے.... اس لئے دو چار سالیوں کے پتے لکھوادو.... اپنی یا پرائی کی قید نہیں۔"

"حمید بھائی اب پٹ جاؤ گے۔"

اور حمید نے موج میں آکر انگلش ٹون میں گانا شروع کر دیا۔

"میلی رون.... میلی رون....!

کتا ہیز اے ڈرائی بون

میلی رون.... اِی اُو.... اِی اُو ای

میں دکھیا کتے سے بھی بدتر....

سمجھ مجھے اک اداس خچر

وہاٹ آ ہیٹر یڈ یو ہیوشون

فارمی رون

ای اُو اِی.... اِی اُو اِی.... اِی اُو"

جگدیش قہقہے لگاتا رہا۔ حمید اُن ناخوشگوار اثرات سے پیچھا چھڑانا چاہتا تھا جو پچھلی رات سے

اس وقت تک اُس کے ذہن پر مرتسم ہوتے رہے تھے۔

نیاگرہ کے ڈائینگ ہال میں تل رکھنے کی بھی جگہ نہ دکھائی دی۔

یہاں کی میزوں کی بکنگ دن ہی دن ہو جاتی تھی.... اور خصوصیت سے جب کوئی اسپیشل پروگرام ہو تب تو تین چار دن پہلے بکنگ کرائے بغیر مناسب جگہ نہیں ملتی تھی۔

انکوئری بوتھ ہی سے اُنہیں معلوم ہو گیا تھا کہ کیبرے ڈنر میں جگہ نہ مل سکے گی۔

جگدیش نے اس ناکامی پر طنزاً کہا "واقعی بڑے بااثر آدمی ہو....!"

اور حمید کو باقاعدہ طور پر تاؤ آگیا.... کہنے لگا۔ "اچھا ٹھہرو دیکھو.... اثر بھی دیکھو.... بتاؤ کہاں بیٹھو گے۔"

"فرنٹ رو....!"

"یہیں ٹھہرو....!" کہتا ہوا وہ اُس راہداری میں مڑ گیا جہاں منیجر کا کمرہ تھا۔

جگدیش نے بُرا سامنہ بنا کر سر کو جنبش دی اور بوتھ کے کاؤنٹر سے کمر لگا کر کھڑا ہو گیا۔

تقریباً دس منٹ بعد حمید کی واپسی ہوئی۔ لیکن موڈ بہت زیادہ خراب معلوم ہو رہا تھا۔

"کیوں کیا ہوا....؟" جگدیش کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ نظر آئی۔

"ابھی تو کچھ بھی نہیں ہوا لیکن اب کچھ نہ کچھ ضرور ہو جائے گا۔"

"منیجر پر رعب نہیں پڑا شاید....!"

"خدا کی قسم شدت سے بور ہوں.... بکواس مت کرو۔"

جگدیش نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور حمید کے پیچھے چلتا رہا۔ لیکن جب وہ باہر جانے لگا تو جگدیش نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "ٹھہرو.... اب میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں کہ میں کتنا بے اثر ہوں۔"

"خود ہی دیکھو....!" حمید جھلا کر مڑا۔ "مجھے تو ملک الموت نے آواز دی ہے۔"

"کچھ بکو بھی تو....!"

جیسے ہی میں نے منیجر کو اپنا وزیٹنگ کارڈ دیا دیکھتے ہی اچھل پڑا اور بے حد مسرور ہو کر بولا۔

"آپ نے بڑی مشکل آسان کر دی.... بھلا میں آپ کو کہاں ڈھونڈتا پھرتا۔"

"کالنگ سسٹم یہاں ختم کر دیا گیا ہے.... ہاں تو جناب آپ کے لئے آفیسر کا پیغام

ہے.... فوراً کوٹھی پہنچئے۔"

"اچھی بات ہے۔" جگدیش نے طویل سانس لی۔ "جاؤ بھئی۔ میں ٹیکسی سے آجاؤں گا۔"

"کیا....؟" حمید نے آنکھیں نکالیں.... "تم ہوش میں ہو یا نہیں۔ یعنی تم یہاں عشق کرو گے.... اور میں....!"

"آہستہ بولو یار....!" جگدیش چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "بب بات دراصل یہ ہے کہ.... یعنی کہ....!"

"ایڈیٹ...." حمید مسکرایا۔ "میں دس عدد آنکھیں رکھتا ہوں۔ مجھے علم ہے کہ یہاں تمہیں کچھ دیر پہلے لتا نظر آئی تھی۔"

"مار ڈالا....!" جگدیش کے حلق سے کراہ سی نکلی۔

"اور وہ اس وقت اپنے انکل کی بجائے کسی ایسے آدمی کے ساتھ تھی جسے تم کینہ توز نظروں سے دیکھتے ہو۔"

"اس لئے مجھ پر رحم کرو۔" جگدیش کھکھیایا۔

"ہوں....!" حمید اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔ "اچھی بات ہے! لیکن یاد رہے کہ تم آج رات کے واقعہ کا تذکرہ کسی سے بھی نہیں کرو گے۔"

"نہیں پیارے بھائی ہرگز نہیں...." جگدیش احمقانہ انداز میں چہکا۔ "مجھے تو اٹھا کر پھیک دیا تھا سالے نے.... یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے۔"

"جاؤ.... لتا حافظ....!" حمید تیزی سے پورچ کی طرف مڑ گیا۔

جیپ جو آندھی اور طوفان کی طرح شہر کی جانب روانہ ہوئی تھی ٹھیک سولہویں منٹ پر کوٹھی کی کمپاؤنڈ میں نظر آئی۔

فریدی بیرونی برآمدے ہی میں ملا اور اوورکوٹ میں تھا۔ سر کی پشت پر جمی ہوئی فلٹ سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ ابھی ابھی باہر سے واپس آیا ہے۔

"تمہارا چہرہ اترا ہوا ہے...." فریدی اُسے گھورتا ہوا بولا۔

"ٹٹو سے نہیں جیپ سے اترا ہے.... اس لئے فکر نہ کیجئے۔" حمید نے لاپروائی سے کہا۔

"بیٹھ جاؤ....!" فریدی نے سامنے والی آرام کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

"ہاں....ہاں....!"

"آدمیوں کی طرح بات کرو.... میں الجھن میں ہوں....!"

"ہونا بھی چاہئے.... میں یہاں آپ کیلئے کوئی ایسی نرس مہیا نہ کر سکوں گا جو آپ کیساتھ کمرے میں بند ہو سکے.... خدا رحم کرے میرے حال پر.... لیکن یہ تو بتایئے جناب یہ آپ کا دورہ اتنی جلدی کیوں مفقود ہو گیا۔ وہ نرس بیچاری اپنی زندگی میں خلاء سی محسوس کرنے لگی ہے۔"

"بکواس بند کرو....!" فریدی کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔ "وہ تصویر مجھے دو۔"

"کونسی تصویر....!"

"جو رجنی کے بیگ سے نکالی تھی۔"

"اڑتی پڑتی سن لی ہوگی....!" حمید نے بُرا سا منہ بنا کر کہا۔ "آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ ایک تصویر نہیں درجنوں تھیں اُس میں۔"

"جگدیش کو تم نے غالباً اسی لئے میرے پاس بھیجا تھا کہ وینٹی بیگ پر ہاتھ صاف کر سکو....!" فریدی مسکرایا۔

"آپ کا خیال غلط نہیں ہے۔"

"پھر میں کیوں نہ اُسے رو کے رکھتا۔"

حمید اچھل پڑا اور اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اُسے گھورنے لگا جیسے وہ اسپنوزا کی فلاسفی پر اظہار خیال کرتے ہوئے اچانک داد رہ الا پنے لگا ہو۔

"ہوں.... تصویریں نکالو....!" فریدی نے سگار کیس سے ایک سگار منتخب کرتے ہوئے کہا۔

حمید کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا جواب دے.... فریدی سختی سے باز پرس کرتا آخر تک بھی کیا تھی تصویریں جیب میں لئے پھرنے کی.... کیسی حماقت سرزد ہوئی تھی....؟ شام کو جگدیش کے ساتھ روانگی سے پہلے اُس نے تصویروں کا پیکٹ رکھنے کے لئے تجوری کھولی تھی.... پیکٹ رکھا تھا.... اور پھر نکال کر کوٹ کی اندرونی جیب میں رکھ لیا تھا.... کس خیال کے ماتحت یہ حرکت سرزد ہوئی تھی.... اس وقت اُسے یاد نہ آیا۔

مجبوراً فریدی سے سب کچھ بتا دینا ہی پڑا۔

"تم سے بڑا گدھا آج تک میری نظروں سے نہیں گذرا۔" فریدی غرایا۔

"کل پھر نہ گذرے گا.... لہٰذا آج ہی تصویر کھینچ کر رکھ لیجئے....!" حمید کو غصہ آگیا۔

"تم دونوں نے اس کا اندراج روزنامچوں میں کیا یا نہیں۔"

"میں تو اس وقت بھی کر سکتا ہوں.... لیکن وہ لتا مچے میں تمامچہ کر رہا ہو گا۔"

"کیا بک رہے ہو.... اُسے فوراً یہاں بلاؤ۔"

"مشکل ہے! نیا گرہ والوں نے یہاں سے کالنگ کا سسٹم ختم کر دیا ہے۔"

"اس وقت وہ اپنا اصول توڑنے پر مجبور ہوں گے.... میں منیجر کو رنگ کرتا ہوں۔" فریدی اٹھ کر اندر چلا گیا اور حمید وہیں بیٹھا رہا۔

دس منٹ گذر گئے.... اور حمید اونگھنے لگا.... نیند پوری نہیں ہوئی تھی اس لئے سردی کے باوجود بھی آنکھ لگ گئی۔

پھر شائد فریدی کے جھنجھوڑنے ہی پر اٹھا تھا.... بوکھلا کر گھڑی دیکھی تب اُسے معلوم ہوا کہ وہ تقریباً پون گھنٹے تک آرام کرسی ہی میں پڑا سوتا رہا ہے۔

"رمیش نے اپنی رپورٹ درج کر دی ہے.... اب تم لکھو۔" فریدی نے کہا۔

"خدا سمجھے۔" حمید آنکھیں ملتا ہوا بڑبڑایا اور پھر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ چہرے کے قریب گرم گرم بھاپ محسوس ہوئی۔

کافی کا پیالہ فریدی نے اس انداز میں بڑھایا تھا جیسے ہونٹوں ہی سے لگا دے گا۔

"جھلاہٹ کے باوجود بھی شکریہ۔" حمید کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی۔

کافی سے بڑا سکون ملا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہوا جیسے کسی نے ساری جسمانی اور ذہنی تھکن نچوڑ لی ہو۔

فریدی بڑبڑا رہا تھا۔ "اب ان جرائم پیشہ لوگوں کو اتنی جرأت ہونے لگی ہے کہ ہم پر اس طرح حملہ کر سکیں.... میرا دل چاہتا ہے کہ تم دونوں کو گولی مار دوں، وہ تنہا تھا.... اگر تم چاہتے....؟"

"پلیز....!" حمید ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "زندگی میرے لئے ایک کھلونا سہی لیکن اندھیرے سے آئے ہوئے تیر کا رخ کون موڑ سکا ہے۔"

"کسی تھرڈ کلاس اسٹنٹ فلم کا مکالمہ....!" فریدی نے بُرا سا منہ بنایا۔

"ختم کیجئے ورنہ میرے دماغ کی شریانیں بھی پھٹ جائیں گی۔" حمید نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ "آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا تھا کہ میں نیاگرہ میں ملوں گا۔"

"پچھلے سال بھی میلی رون کے عشق میں مبتلا رہ چکے ہو.... سب سے پہلے نیاگرہ کے اشتہار ہی پر نظر پڑی ہوگی۔"

"ہوں.... خیر.... کیا دوسرا کپ بھی مل سکے گا۔"

"اپنی مدد آپ کرو...." فریدی نے ٹرالی کی طرف اشارہ کیا۔

"خیر.... لیکن شہد کی مکھی سے کب تک محروم رہوں گا۔"

"ابھی بتاؤں گا کیونکہ تمہیں صبح کی گاڑی سے رتن پور پہنچنا ہے۔"

"رتن پور....!" حمید ٹرالی کے قریب رک کر مڑا۔

"ہنی کلکٹرس سنڈیکیٹ کا ہیڈ آفس وہیں ہے....!"

"لیکن بات تو کوارٹر نمبر اٹھارہ کی تھی....!"

"اب بھی ہے.... موت کے فرشتے نے وہاں تک رہنمائی نہیں کی تھی۔ رام گڈھ میں جس آدمی کا تعاقب کیا تھا وہ شہد کی مکھی ہی والی تنظیم سے تعلق رکھتا تھا۔ اُس کے ذریعہ دو چار مزید ممبروں سے روشناسی ہوئی تھی۔ راجروپ نگر تک اُن کا تعاقب کرتا ہوا آیا تھا۔ اور وہیں یہ بات معلوم ہوئی تھی کہ وہ کوارٹر نمبر اٹھارہ کے کسی مکین پر کسی سلسلے میں تشدد کرنا چاہتے ہیں۔"

حمید کافی کا پیالہ سنبھالے ہوئے پھر آرام کرسی کی طرف پلٹ آیا تھا۔ دو تین چسکیاں لے کر بولا۔ "رجنی اُس عورت کو جانتی تھی دیکھئے.... مجھے اس کے الفاظ اچھی طرح یاد ہیں.... تصویر.... تصویر.... سارجنٹ.... مجھے بچاؤ.... قتل....!"

"ممکن ہے کہ اُس کے پاس کوئی ایسی تصویر رہی ہو جسے کوارٹر نمبر اٹھارہ والی عورت کے پاس ہونا چاہئے تھا.... کیا تم نے نہیں دیکھا تھا کہ مقتولہ کے کمرے میں کتنی ابتری تھی.... ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے انہیں کسی چیز کی تلاش رہی ہو.... اور.... وہ.... اوہ....!"

وہ خاموش ہو گیا.... نہ جھپکنے والی آنکھیں باہر اندھیرے میں گھور رہی تھیں۔

"وہ بچہ.... خدا کی قسم وہ تازندگی میرے ذہن سے چمٹا رہے گا.... مجھے سکون نہیں مل سکتا تاوقتیکہ انہیں صفحۂ ہستی سے نہ مٹادوں.... خدایا.... وہ اپنی ماں کا خون چوس رہا تھا.... میرے

معبود.... آدمی کب تک درندہ رہے گا۔"

آواز کی شناخت

دوسرے درجہ کی ریاستوں میں رتن پور کا رقبہ سب سے زیادہ تھا۔ لیکن تقریباً دو تہائی حصہ ریگستانوں کی نظر ہو گیا تھا۔ پھر ایک تہائی حصہ جنت نظیر کیوں نہ ہوتا.... ریگستان بھی بے مصرف نہیں تھے اُنکے بعض حصوں سے شورے اور سوڈا کاسٹک کی وافر مقدار دستیاب ہوتی تھی۔

ریاست کا سابقہ حکمران بہت پڑھا لکھا اور باسلیقہ آدمی تھا۔ وہ جانتا تھا کہ عوام کی گاڑھی مشقت کی کمائی کا مصرف کیا ہونا چاہئے۔

ریگستانوں سے حاصل کی ہوئی دولت ریگستانوں ہی پر صرف ہوتی.... نخلستانوں کو بہت زیادہ کار آمد بنانے کی کوشش کی جاتی۔

حمید سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ رتن پور اتنی دلچسپ جگہ ہوگی.... فلیٹی یہاں کا سب سے زیادہ شاندار ہوٹل تھا.... اور اُس سے بھی زیادہ شاندار بات یہ تھی کہ حمید کو یہاں صرف قیام کرنا تھا.... یعنی فی الحال کوئی کام بھی نہیں سپرد کیا گیا تھا.... فریدی کی ہدائت کے مطابق وہ رتن پور آیا تھا اور ریلوے اسٹیشن ہی پر فلیٹی کے ایک نمائندے نے اُس کی ذمہ داریاں خود سمیٹ لی تھیں۔ غالباً فریدی نے پہلے ہی فلیٹی والوں کو مطلع کر دیا تھا۔

"فلیٹی.... فلیٹی۔" وہ ہوٹل میں قدم رکھتے ہی بڑبڑایا تھا۔ "مجھے علم نہیں تھا کہ تم بھی مجھ سے صرف ساڑھے تین سو میل کے فاصلے پر واقع ہو.... اب میں اکثر تمہارے درشن کیا کروں گا۔"

تین مربع میل کا علاقہ فلیٹی ہی کی ملکیت تھا.... تین مربع میل میں چاروں طرف باغات ہی باغات بکھرے ہوئے تھے.... اور وسط میں یہ چھ منزلہ عمارت تھی۔

حمید نے پہلی رات تو پانچویں منزل پر پہنچنے کے لئے لفٹ استعمال کی تھی لیکن دوسری صبح جب زینوں پر بے شمار لہراتے ہوئے آنچل نظر آئے تو اُس نے لفٹ پر لعنت بھیج دی اور سوچنے لگا کہ پیروں کو زیادہ سے زیادہ تکلیف دینا صحت کے لئے بے حد مفید ہے۔

آج فرسٹ فلور پر چار بجے اسکیٹنگ کا پروگرام تھا۔ حمید ساڑھے تین ہی بجے اپنے کمرے

سے نکل آیا.... لیکن وہ بہت شدت سے بور تھا۔ کیونکہ کچھ ہی دیر پہلے اُس نے ملک کے سب سے زیادہ چھپنے والے روزنامہ میں ایک خبر دیکھی تھی.... اپنی اور جگدیش کی داستان.... تصویروں کے پیکٹ کی کہانی جو اُس کی جیب سے کوئی بہت ہی چالاک اور طاقت ور آدمی نکال لے گیا تھا۔

کلیجہ خون ہو گیا اپنا نام دیکھ کر.... کیا سوچا ہو گا اُن لڑکیوں نے جو اُسے کسی فلمی ہیرو ہی کی طرح عزیز رکھتی تھیں.... گرلز فرینڈز جو اُسے کسی تفریح گاہ میں داخل ہوتے دیکھ کر اپنے ساتھیوں کی میزوں سے اٹھ جایا کرتی تھیں کیا سوچ رہی ہوں گی۔ اس کے بارے میں.... وہ سوچتا اور بور ہوتا رہا۔

اگر وہ پُراسرار آدمی کبھی روز روشن میں بھی سامنے آ گیا تو....؟

اُس نے سوچا اور اس سے آگے نہ سوچ سکا کیونکہ اُس کی نفرت انگیز آواز ذہن میں گونجنے لگی تھی.... شائد وہ اُس آواز کو کبھی نہ بھلا سکے۔ ہزاروں میں پہچان لے گا.... مگر.... مگر.... آخر وہ خبر پریس میں کیوں دی گئی تھی.... اب فریدی پر غصہ آ گیا.... اور وہ زینے طے کرتے ہوئے ایک اینگلو انڈین لڑکی سے ٹکراتے ٹکراتے بچا۔

"سس سوری....!" حمید اُس کا راستہ روک کر خواہ مخواہ ہکلایا۔

"ہٹو سامنے سے....!" وہ جھلا کر چیخی۔

اور حمید اس طرح ایک طرف ہٹا کہ دوسری لڑکی سے ٹکرا گیا جو نیچے جا رہی تھی۔

"اندھے ہو گیا....؟" وہ غرائی۔

"جی....؟" حمید نے بہروں کے سے انداز میں اونچی آواز میں پوچھا۔

اینگلو انڈین لڑکی تیزی سے زینے طے کرتی ہوئی اوپر چلی گئی تھی.... دوسری لڑکی کی ساتھی ہنس کر بولی۔ "اندھے نہیں بہرے ہیں۔"

دونوں اُسی زینے پر رک گئی تھیں۔ نہ جانے کیوں حمید نے چہرے پر حماقت کے آثار طاری کر لئے۔

یک بیک اوپری منزل سے کسی کے چیخنے کی آوازیں آئیں.... پھر ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی زینوں پر گر کر لڑھکنے لگا ہو۔

"اوہ....!" حمید اچھل پڑا.... اور پلٹ کر اوپر بھاگا.... زینوں کے موڑ پر ایک لڑکی منہ کے بل گری ہوئی کہنیاں ٹیک کر اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"ارے....!" وہ چونک کر پیچھے ہٹا۔ یہ تو وہی اینگلو انڈین لڑکی تھی جس نے کچھ دیر پہلے اُسے ڈانٹ پلائی تھی اور وہ بوکھلاہٹ میں دوسری لڑکی سے ٹکرا گیا تھا۔ لڑکی کہنیوں کے بل اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے یکلخت بے حس و حرکت ہو گئی۔

وہ دونوں دیسی لڑکیاں بھی حمید کے بعد ہی اُس طرف جھپٹی تھیں.... قبل اس کے کہ حمید بیہوش لڑکی کو ہاتھ لگاتا وہ اُس پر جھک پڑیں۔

پھر تو ذرا ہی سی دیر میں وہاں کافی بھیڑ اکٹھا ہو گئی.... حمید نے سوچا اب کھسک ہی لینا چاہئے ورنہ پوچھ گچھ کا بار.... بوریت بن کر ذہن پر مسلط ہو جائے گا۔

بھیڑ سے گذرتا ہوا وہ ڈائننگ ہال میں آ پہنچا.... وہاں پندرہ منٹ رکا.... چائے پی.... اور پھر ریکریئشن ہال کی طرف چلا آیا.... اسکیٹنگ شباب پر تھی درجنوں جوڑے چوبی فرش پر چکراتے پھر رہے تھے۔

"پارٹنر کے بغیر اسکیٹنگ پر لعنت....!" وہ بڑبڑایا۔ اور بائیں جانب والی گیلری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جہاں کئی میزیں خالی تھیں۔

ایک میز منتخب کر کے بیٹھا ہی تھا کہ وہی دونوں لڑکیاں نظر آئیں جنہیں بیہوش لڑکی کے قریب چھوڑ کر وہ زینوں سے فرار ہوا تھا۔ نظریں ملتے ہی دونوں نے معنی خیز انداز میں سر ہلائے اور تیر کی طرح اُس کی میز کی طرف آئیں۔

"بغیر اجازت....!" نارنجی ساری نے غصیلے لہجے میں کہا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"یہ حقیقت ہے کہ تم بہرے نہیں ہو۔" دھانی ساری غرائی اور وہ بھی بیٹھ گئی۔

"اسکیٹنگ میری ہابی ہے۔" حمید مسکرایا۔

"ہوش کی دوا کرو.... تم بڑی مشکلات میں پھنس گئے ہو۔" نارنجی ساری آنکھیں نکال کر بولی۔

"میں نہیں جانتا کہ یہاں ہوش کی دوا کس بھاؤ بکتی ہے۔"

"بے بھاؤ....!" دھانی ساری خواہ مخواہ ہنس پڑی۔

نارنجی ساری نے اُسے گھور کر دیکھا اور پھر حمید سے پوچھا۔ "کہاں سے آئے ہو؟"

"کنچن چنگا سے۔"

"اچھی بات ہے۔" نارنجی ساری سر ہلا کر بولی۔ "تم سنجیدگی سے بات نہ کرو.... لیکن یاد رکھو کہ یہ رتن پور ہے.... انگریزی عملداری سے آئے ہوئے بڑے بڑے تیس مار خانوں کو جھک مارنی پڑتی ہے۔"

"میں نہیں سمجھا محترمہ.... آپ کیا کہنا چاہتی ہیں۔"

"لڑکی کے چوٹیں آئی ہیں... بیہوش ہو گئی ہے... ہم نے تمہیں اس کا راستہ روکتے دیکھا تھا۔"

"نہیں صاحب آپ بھول رہی ہیں.... دھکیلا تھا میں نے آپ صرف راستہ روکنے کی بات کر رہی ہیں۔"

"کام نہیں چلے گا۔" وہ سر ہلا کر کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "لڑکی کا اسکرٹ پیچھے سے پھٹا ہوا ملا ہے۔ کسی نے چوتھی منزل کے زینوں پر اُسے پکڑنے کی کوشش کی ہو گی۔ وہ بوکھلا کر پھر نیچے بھاگی۔ پیر پھسل گیا۔"

"چوتھی منزل پر میرا ہمزاد موجود نہ تھا...." حمید نے زہریلا سا قہقہہ لگایا۔

"تمہارا کوئی ساتھی.... میں فلیٹی کی ہاؤز ڈیٹیکٹو ہوں سمجھے۔" نارنجی ساری آنکھیں نکال کر بولی۔ "پولیس تم میں بہت زیادہ دلچسپی لے سکتی ہے بشرطیکہ میں اپنی زبان کھولوں۔"

"اور یہ کون ہیں....!" حمید نے دھانی ساری کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

"ہوں تو تم اب بھی سنجیدہ نہیں ہوئے....!"

"سنجیدگی کی بات نہ کرو.... سنجیدہ دیکھنا ہو تو اس وقت قبر کے سرہانے آموجود ہونا جب میں دفنایا جانے لگوں.... اسکیٹنگ کی کیا رہی.... سنگاپور میں میں نے کپ جیتا تھا۔"

اتنے میں ایک بغاوری سا سب انسپکٹر اُسی گیلری کے زینوں کے قریب نظر آیا.... زینے طے کر کے وہ انہیں کی طرف بڑھنے لگا! نارنجی ساری سر ہلا کر مسکرائی تھی۔

"کیا اجازت ہے۔" سب انسپکٹر نے قریب پہنچ کر دانت نکالے۔

"ضرور.... ضرور....!" حمید اٹھ کر تعظیماً جھکا۔

"آپ کی تعریف....!" انسپکٹر نے بیٹھتے ہوئے نارنجی ساری کو مخاطب کیا۔

لیکن اُس کے ہونٹ ہلانے سے قبل ہی حمید بول پڑا۔ "یہ میری کزن ہیں.... اور میں

بسمل.... عام طور پر سارجنٹ بسمل کے نام سے مشہور ہوں۔"

"بڑا عجیب نام ہے.... سب انسپکٹر خواہ مخواہ ہنسنے لگا.... اور نارنجی ساری نے دھانی ساری کی طرف دیکھ کر بُرا سامنہ بنایا۔

"بسمل نام نہیں تخلص ہے.... بظاہر بڑی عجیب بات ہے.... فوجی شاعر.... لیکن اُفتادِ طبع کو کیا کہا جائے۔"

"خیر....!" سب انسپکٹر نارنجی ساری سے مخاطب ہوتا ہوا بولا۔

"سمجھ میں نہیں آتا مس روزا.... بھلا آپ کیسے کہہ سکتی ہیں کہ کسی نے اُسے پکڑنے کی کوشش کی ہوگی.... میں نے سنا ہے آپ کا یہی خیال ہے.... غالباً سدھیر سے کہا تھا آپ نے۔"

"اچھا تو روزا میں چلی....!" دھانی ساری اٹھتی ہوئی بولی۔

"ارے... واہ... اور یہ اسکیٹنگ....!" حمید نے کہا اور احمقانہ انداز میں منہ کھول کر رہ گیا۔

"شکریہ.... پھر کبھی۔" وہ مسکرائی.... اور حمید دانت پر دانت جمائے سوچتا رہ گیا۔

رفتار تو شرمندہ کند کبک دری را

وہ اُسے دیکھتا رہا.... چلنے کا انداز بڑا دلکش تھا۔ پھر اُس نے اس کا رومال گرتے دیکھا۔ لیکن وہ آگے ہی بڑھتی گئی غالباً بے خبری میں گرا تھا۔

حمید اٹھا اور تیزی سے اُس جانب جھپٹا رومال اٹھا کر دھانی ساری کو روکنے کے لئے پھر آگے بڑھ گیا۔

"آپ کا رومال محترمہ....!" اُس نے رومال اُس کی جانب بڑھایا اور ٹھٹک گیا.... رومال کے گوشے پر شہد کی مکھی کی تصویر نظر آئی تھی۔

"چھوڑیئے....! دھانی ساری نے رومال کا وہی گوشہ پکڑ کر جھٹکا دیا۔

"جی....!" حمید متفکرانہ انداز میں اُس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ یک بیک وہ سنبھلا اور مسکرا کر بولا۔ "رومال کی خوشبو مسحور کن ہے۔"

"شکریہ....!" لڑکی نے بُرا سامنہ بنایا اور دوسری طرف مڑ گئی۔

حمید میز کی طرف واپس ہوتے وقت ایک بار پھر ٹھٹکا۔ روزا اور انسپکٹر کے علاوہ اب وہاں ایک بوڑھا اینگلو انڈین بھی موجود تھا۔

حمید نے محسوس کیا کہ وہ غصے سے کانپ رہا ہے۔ غالباً پہلے کچھ کہہ رہا تھا۔ حمید پر بھی اُس نے قہر آلود نظر ڈالی۔ لیکن حمید روزا کی طرف متوجہ تھا۔ دفعتاً اینگلو انڈین غرایا۔ ”اُس کے وینٹی بیگ میں شہد کی مکھیاں بھری ہوئی تھیں.... یہ کیسا ہوٹل ہے.... کیا ہوتا ہے۔ یہاں.... میں ابھی ریزیڈنٹ سے ملوں گا.... اُس نے بیگ کھولا تھا مکھیاں نکل کر چمٹ گئیں.... پورٹر نمبر تیس نے دیکھا تھا۔ اُس سے پوچھو.... میں ہوٹل کی اینٹ سے اینٹ بجادوں گا سمجھے۔“

”مگر سنئے جناب۔“ روزا بول پڑی۔ ”میں یہاں کی ہاؤز ڈیٹکٹو ہوں جس وقت آپ کی صاحبزادی اوپر سے پھسل کر تیسری منزل کے زینوں پر آئی تھیں.... میں وہیں موجود تھی.... میں نے شہد کی مکھیاں نہیں دیکھیں۔“

”جاؤ تو اب جاکر دیکھو....! وینٹی بیگ چوتھی منزل کے زینوں پر موجود ہے اور اس پر اب بھی کئی مکھیاں رینگ رہی ہیں.... اور ڈالی کے چہرے پر ورم ہے.... داہنا ہاتھ بھی متورم ہے۔ جاؤ دیکھو.... میں ریزیڈنٹ....!“

”پلیز.... پلیز....!“ روزا بول پڑی.... ”جلد بازی سے کام نہ لیجئے۔ فلیٹی ہز ہائی نس کا ہوٹیل ہے.... ذرا محتاط ہو کر کوئی قدم اٹھایئے گا۔“

”میں ریزیڈنٹ کی بات کر رہا ہوں۔“

”ریزیڈنٹ صاحب کا دم نکلتا ہے.... ہز ہائی نس کے نام پر.... یہ رتن پور ہے مسٹر۔ ویسے اگر آپ خواہ مخواہ کی تھکن مول لینا چاہتے ہوں تو دوسری بات ہے۔“

”میں دیکھوں گا....!“ اُس نے پھر میز پر گھونسہ مارا اور وہاں سے اٹھ گیا۔

انسپکٹر اور روزا ہنستے رہے.... حمید البتہ سختی سے ہونٹ پر ہونٹ جمائے بیٹھا رہا کیونکہ وہ بھی شہد کی مکھیوں کا قصہ تھا۔

”میں اسے دیکھتا ہوں۔“ سب انسپکٹر بھی اٹھ گیا۔

حمید نے روزا کی طرف دیکھا اور یک بیک اُس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار نظر آئے۔

”مم.... میں معافی چاہتی ہوں جناب۔“ وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولی۔ آنکھوں سے خوف جھانک رہا تھا۔

”کوئی بات نہیں۔“ حمید نے اپنے چہرے سے حیرت نہ ظاہر ہونے دی۔ ویسے حیرت کا کیا

پوچھنا۔ اُس کے رویہ میں اچانک اس قسم کی تبدیلی پر حیرت کیوں نہ ہوتی۔

حمید اُس کی خوفزدہ سی آنکھوں میں دیکھتا رہا پھر مسکرا کر بولا۔ "اسکیٹنگ کی کیا رہی۔"

"جج... جی ہاں۔" وہ چونک پڑی۔ "ضرور... ضرور... مم... مگر میں ذرا اسکرٹ پہن آؤں۔"

"میں بھی چل رہا ہوں....!"

"ضرور.... چچ چلیئے....!" وہ بدحواسی کے عالم میں مسکرائی۔

حمید بھی اُس کے ساتھ اٹھ گیا! وہ دوسری منزل پر آئے۔ روزا نے اپنا کمرہ کھولا۔ یہ نشست کا کمرہ تھا.... اُسے بٹھا کر وہ برابر والے کمرے میں چلی گئی.... چار منٹ گذر گئے.... یک بیک حمید اچھل پڑا کوئی چیز اُس کے شانوں سے پھسلتی ہوئی گود میں آگری تھی۔

کپڑے کا گولا.... وہ تیزی سے روشن دان کی طرف مڑا۔ پھر دروازے کی جانب جھپٹا لیکن راہداری ویران نظر آئی.... وہ کپڑے کا گولا رومال ثابت ہوا۔ جس کی تہوں میں ایک مڑا تڑا کاغذ تھا۔ حمید نے تیزی سے چاروں طرف نظر دوڑائی.... اور تحریر پر توجہ مرکوز کردی.... رائٹنگ فریدی ہی کی تھی۔

"تمہاری حماقت سے انہوں نے اندازہ کرلیا ہے کہ ہم کس طرح اُن کی راہ پر لگے ہوں گے۔ لڑکی کا رومال اٹھانا.... زبردست غلطی تھی۔ پھر تم شہد کی مکھی دیکھ کر اپنے تحیر پر بھی قابو نہ پاسکے۔ لڑکی دو دن سے تمہاری نگرانی کررہی تھی۔"

"ہاؤز ڈٹیکٹو کار آمد ثابت ہوسکتی ہے بشرطیکہ تم رومان کی وادیوں میں نہ بھٹکنے لگو۔"

حمید نے پرچے کو رومال سمیت جیب میں ٹھونس لیا کیونکہ درمیانی دروازے کا ہینڈل گھومتا محسوس ہوا تھا۔

دروازہ کھلا اور روزا اندر داخل ہوئی۔ اس کا اسکرٹ بھی نارنجی ہی تھا۔ شائد وہ کسی دوسرے رنگ میں اتنی دلکش نہ دکھائی دیتی۔

سراسیمگی کے آثار اب بھی اُس کے چہرے پر موجود تھے.... وہ چپ چاپ تھوڑے فاصلے پر رک گئی۔ سانسیں تیزی سے چل رہی تھیں۔ ایسا لگتا تھا جیسے چھ منزلوں کے زینے دوڑ کر طے کئے ہوں۔

"کیوں....؟" حمید نے متحیرانہ کہا۔ "آپ اس طرح ہانپ کیوں رہی ہیں۔"

"آپ نے مجھے معاف کر دیا یا نہیں....!" اُس نے رندھی سی آواز میں پوچھا۔

"بیٹھ جایئے....!" حمید نے صوفے کی طرف اشارہ کیا.... اور وہ بے سدھ سی ہو کر صوفے میں گر گئی۔

"یک بیک آپ کا رویہ کیوں بدل گیا.... کیا اب یہ رتن پور نہیں ہے۔"

"میں پھر معافی چاہتی ہوں جناب.... خدارا معاف کر دیجئے۔" وہ گڑگڑائی۔ "میں ہز ہائی نس کی ایک ادنیٰ کنیز ہوں.... جب مجھے معلوم ہوا کہ وہ شہد کی مکھیوں کا معاملہ ہے تو....!"

"بھلا شہد کی مکھیوں اور ہز ہائی نس....!"

"یہ کیا بیہودگی ہے.... یہ کیا ذلالت ہے...." باہر سے غراہٹ سی سنائی دی۔ "کہاں ہے ہاؤز ڈیٹکٹیو یہ ہوٹل ہے یا بھٹیار خانہ۔"

روزا تیزی سے باہر نکلی حمید بھی فوراً ہی اٹھا تھا۔

"تم ہو.... ہاؤز ڈیٹکٹیو...." اجنبی نے تحقیر آمیز لہجے میں پوچھا۔ یہ ایک لمبا تڑنگا لیکن بدہیئت آدمی تھا.... آگے کے دونوں دانت سائبان کی طرح نچلے ہونٹوں پر ٹکے ہوئے تھے۔

"فرمایئے جناب....!"

"میرے کمرے میں چوری ہو گئی ہے۔" وہ خوفناک انداز میں غرایا.... اور حمید یک بیک چونک پڑا.... یہ غراہٹ.... یہ آواز اُس نے کہاں سنی تھی؟

ذہن پر زور دینے لگا.... اوہ.... اوہ.... سو فیصدی وہی تھا.... اُسی پُراسرار حملہ آور کی آواز جو اُس کی جیب سے تصاویر کا پیکٹ نکال لے گیا تھا۔

پیغام

"میرا کیمرہ کسی نے چرا لیا.... جو بہت قیمتی تھا.... تم تصور بھی نہیں کر سکتیں کہ وہ کتنا قیمتی رہا ہو گا۔" اجنبی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ آپ نے غلط طریقہ اختیار کیا ہے۔" حمید کا لہجہ بے حد خشک تھا۔

"کیا مطلب....؟"

"سپر وائزر سے رپورٹ کیجئے.... براہِ راست ہاؤز ڈیٹکٹیو کے پاس چلے آنا کوئی وقعت نہیں رکھتا۔اس طرح یہ بیچاری کیا کر سکیں گی۔"

"مجھے سپر وائزر ہی نے بھیجا ہے....!" وہ غرایا۔

"نہایت بیہودہ معلوم ہوتا ہے۔" حمید نے جواب دیا۔ "آپ کو تکلیف دی! غالباًوہ بھی بے قاعدگی کا شکار ہو گیا ہے.... بہر حال....!"

"چلئے جناب۔ میں دیکھتی ہوں۔" روزا نے اُسے مزید کچھ کہنے کا موقع نہ دیا۔

"اور وہ اسکیٹنگ....!" حمید آنکھیں نکال کر بولا۔

"پلیز....!" وہ گھگھیائی۔ "میں بہت جلد واپس آؤں گی۔ آپ یہیں تشریف رکھئے۔"

پھر حمید بیس منٹ تک وہاں بیٹھا بور ہوتا رہا.... وہ واپس آئی اُس کا چہرہ بھی غصے کے مارے نارنجی ہو رہا تھا۔

"خدا ان گدھوں کو عقل دے....!" وہ ہانپتی ہوئی بولی اور صوفے میں ڈھیر ہو گئی۔

"کیا ہوا....!"

"کمبخت غسل خانے میں کیمرہ بھول کر یہاں بھاگا آیا تھا۔"

"کون ہے۔"

"کوئی مسٹر خضران.... کیا نام ہے.... پچ....!"

حمید نے چند لمحے کچھ سوچا اور شہد کی مکھیوں والی بات جہاں تہاں چھوڑ دی.... اب تو اُس کا ذہن خضران میں اُلجھ کر رہ گیا تھا.... سو فیصدی وہی آواز تھی جسے دوبارہ سننے کے لئے وہ بُری طرح بیتاب تھا۔

اُس نے کچھ دیر بعد کہا۔

"بے حد غصہ آیا تھا اُس کی بد تمیزی پر.... لہٰذا میں سب سے پہلے آئس کریم کھاؤں گا۔"

"دسمبر میں....؟"

"مئی جون میں انگارے چبایا کرتا ہوں.... آج تک مجھے اپنا جواب نہیں مل سکا۔"

"بہت دلچسپ آدمی ہیں آپ....!" وہ زبردستی مسکرائی۔

"اسکیٹنگ....!"

"چلئے.... چلئے....." وہ اٹھ گئی۔

نیچے ریکریئشن ہال میں دونوں جانب کی گیلریاں بھر گئی تھیں اور اس وقت صرف ایک جوڑا اسکیٹنگ کے کمالات دکھا رہا تھا۔

"پروفیشنلو....؟" حمید نے روزا سے پوچھا۔

"جی ہاں.... فلیٹی کا بہترین جوڑا....!"

پھر دونوں نے اسکیٹس پہنے اور روزا نے کہا۔ "کیا ہم اُن دونوں سے بہتر مظاہرہ کر سکیں گے۔"

"پتہ نہیں....!" حمید نے لاپروائی سے جواب دیا۔ "آؤ....!"

وہ اُس کا ہاتھ پکڑے کھینچتا ہوا ڈھلان میں لیتا چلا گیا.... لیکن ٹھیک اُسی وقت موسیقی تھم گئی۔

"کیا لغویت ہے....!" حمید بُرا سا منہ بنا کر بڑبڑایا اور اُس کے ہاتھ پکڑے گیلری کے زینوں کی جانب تیرتا چلا گیا۔

زینوں کے قریب ایک آدمی سے ٹکراتے ٹکراتے بچا لیکن روزا کا سر اُس کے بازو سے ٹکرا ہی گیا۔ گرانڈیل آدمی غرا کر پلٹا.... یہ خضران تھا.... وہی آدمی جو کچھ دیر پہلے کیمرے کی چوری کے سلسلے میں روزا پر بگڑا تھا۔

"اندھے ہو....!" اُس نے آنکھیں نکالیں۔

"آج کا دن ہی واہیات ہے کچھ دیر پہلے زینوں پر ان محترمہ نے بھی مجھے اندھا ہی سمجھا تھا۔"

"جھگڑا کرو گے....؟" خضران باچھیں پھاڑ کر دہاڑا۔

"چلو یہاں سے....!" روزا اُس کا ہاتھ پکڑ کر دوسری طرف گھسیٹ لے گئی اور ڈھلان کے سرے پر دیوار سے اپنا ایک ہاتھ ٹکا کر اُسے بھی رکنے پر مجبور کر دیا۔

"میں لڑائی بھڑائی سے ڈرتی ہوں۔" اُس نے ہانپتے ہوئے کہا۔ وہ بہت بدتمیز آدمی معلوم ہوتا ہے۔ کاش بڑے ہوٹلوں میں داخل ہونے سے پہلے عادات و اطوار کا امتحان دینا بھی ضروری ہوتا۔"

"تب تو ہم جیسے گدھے کسی اور ہی تھان پر بندھا کرتے۔" حمید نے قہقہہ لگایا۔

"تم ڈرتی کیوں ہو.... بڑا اچھا موقع ہاتھ سے نکال دیا.... میں تو بہانہ تلاش کر رہا تھا کہ اُس سے کسی طرح بھڑ جاؤں۔"

"کیوں....؟"

"کچھ دیر پہلے اُس نے تمہاری توہین کی تھی.... اور میں تیل کے گھونٹ پی کر رہ گیا تھا۔"

"تیل کے گھونٹ....!" وہ ہنس پڑی۔ "خون کے گھونٹ محاورہ ہے۔"

"گھن آتی ہے....!" حمید نے بُرا سا منہ بنایا۔ "پتہ نہیں یہ محاورہ گھڑنے والے کیسے لوگ تھے.... مثال کے طور پر قارورہ ملنا....!"

"ربش....!" روزا اُس کا ہاتھ جھٹک کر تنہا چڑھائی پر دوڑتی چلی گئی۔

حمید کی توجہ زیادہ تر خضران کی طرف تھی جو اب بھی وہیں کھڑا اُسے گھورے جا رہا تھا.... اُس نے اسکیٹس اُتار کر گیمز کیپر کے حوالے کئے اور خود بھی خضران کو کھا جانے والی نظروں سے گھورتا ہوا پھر ڈائننگ ہال میں چلا آیا۔

روزا ریکریئیشن ہال ہی میں چکراتی رہی تھی۔

دس بجے تک وہ مختلف تفریحات میں الجھا رہا۔ روزا پھر نہیں دکھائی دی تھی۔ غالباً سوا دس بجے تھے.... ڈائننگ ہال کے اسٹیج پر تین لڑکیاں "ہوائیں ہُلا" پیش کر رہی تھیں۔ دفعتاً کسی نے اُس کی پشت پر ہاتھ مارا اور وہ اچھل پڑا....

"کیا مطلب....!" وہ آنکھیں نکال کر غرایا۔

"میں یہاں بیٹھنا چاہتا ہوں۔" بوڑھے اینگلو انڈین نے ہانپتے ہوئے کہا۔ وہ بہت زیادہ نروس نظر آ رہا تھا۔ حمید نے اُسے پہلی ہی نظر میں پہچان لیا تھا وہ اُسی لڑکی کا باپ تھا جو زینوں پر بیہوش ہو گئی تھی۔

"بیٹھ جاؤ....!" حمید نے لاپروائی سے کہا۔

"میں نے غالباً تمہیں ہاؤز ڈٹیکٹیو کے ساتھ دیکھا تھا.... وہ کہاں ہے۔"

"پتہ نہیں....!" حمید نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔ "میں بھی یہاں نووارد ہی ہوں۔"

"اس اسٹیٹ سے تمہارا کوئی تعلق نہیں....!"

"نہیں.... میں صرف ایک ٹورسٹ ہوں....!"

"میں بھی نووارد ہی ہوں۔ لیکن شائد یہ میری زندگی کی آخری رات ہے۔"

حمید نے اُسے غور سے دیکھا اور پھر ہمدردانہ لہجے میں بولا۔ "بہت تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہو۔ کیا پیئو گے۔"

"شکریہ.... برانڈی.... تم پہلے آدمی ہو جس نے اس منحوس ریاست میں مجھ سے ہمدردانہ لہجے میں گفتگو کی ہے۔"

حمید نے ویٹر کو بلا کر برانڈی کے بڑے پگ کا آرڈر دیا۔

"میری بچی کی حالت ابتر ہے.... مکھیاں زہریلی تھیں چہرہ اتنا متورم ہو گیا ہے کہ پہچانی نہیں جا سکتی۔ پوری طرح ہوش میں بھی نہیں ہے۔ ریزیڈنٹ نے سچ مچ مجھے دھتکار دیا.... اب میں کیا کروں.... کیا کروں۔" وہ بازوؤں میں منہ چھپا کر سسکیاں لینے لگا۔

"مجھے بتاؤ.... شائد میں کسی کام آسکوں.... تم ریزیڈنٹ کے پاس کیوں گئے تھے بھلا شہد کی مکھیوں کے سلسلے میں ریزیڈنٹ کیا کر سکے گا....!"

"میں کیا بتاؤں.... کاش مونا یہاں نہ آتی.... تین ماہ پہلے کی بات ہے وہ ملازمت کا اشتہار دیکھ کر یہاں آئی تھی۔ ہز ہائی نس کے سیکریٹریٹ میں چار آسامیاں خالی تھیں۔ معقول تنخواہ اور دوسری آسائش کے لالچ میں وہ بھی اپلائی کر بیٹھی تھی۔ انٹرویو کارڈ آیا اور وہ دارالحکومت سے یہاں آئی۔ انٹرویو میں کامیاب ہوئی اور فوری طور پر تقرر بھی ہو گیا۔ لیکن وہ سب فریب تھا.... ہز ہائی نس اول درجے کا سور ہے!"

"ذرا آہستہ بولو پیارے....!" حمید نے اُس کے ہاتھ پر تھپکی دی۔ اتنے میں ویٹر برانڈی بھی لایا.... اور گلاس میں سائیفن سے سوڈے کی دھار ماری۔

بوڑھا دو چار چسکیاں لینے کے بعد کرسی کی پشت سے ٹک گیا چند لمحے سر اٹھائے چھت کی طرف گھورتا رہا پھر تیزی سے آگے جھکا اور میز پر کہنیاں ٹیک کر حمید کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا آہستہ سے بولا۔ "میں ہز ہائی نس کو قتل کر دوں گا.... اگر مونا کا چہرہ بگڑ گیا.... میں اُسے زندہ دفن کر دوں گا.... جانتے ہو وہ کتنا کمینہ ہے.... جب لڑکیاں اُس کی طرف متوجہ نہیں ہوتیں تو وہ انہیں اسی قسم کی اذیتیں دے کر مار ڈالتا ہے.... یہ بات مجھے مونا ہی سے معلوم ہوئی تھی یہاں آکر.... وہ ایک شریف بچی ہے.... ضدی بھی ہے.... مر جائے گی۔ لیکن سر نہیں جھکائے گی.... اُسے آمادہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ انکار پر سزا ملی کہ ملازمت سے برطرف کر دیا گیا اور کہا گیا کہ وہ اسٹیٹ سے باہر قدم نہ نکال سکے گی.... یہی ہوا.... اُس نے مجھے خط لکھا کہ میں فوراً پہنچوں اور فلیٹی ہوٹل میں اُس سے ملوں.... خط میں اُس نے اصل واقعہ کی طرف اشارہ

تک نہیں کیا تھا.... ورنہ میں اس طرح تنہا نہ آتا۔

آج وہ زینے طے کر کے اوپر جا رہی تھی۔ چوتھی منزل کے زینوں پر کسی ویٹر نے اُس سے ایک روپیہ مانگا.... اُس نے وینٹی بیگ کھولا ہی تھا کہ خونخوار مکھیاں ابل پڑیں.... میرے خدا میں کیا کروں... کس سے فریاد کروں... ریذیڈنٹ کے سیکریٹری کو میں نے سارے واقعات بتائے تھے اُس نے کہا کہ ریذیڈنٹ بہت مصروف ہے وہ ایک ہفتے تک نہ مل سکے گا۔ اُس لڑکی ہاؤز ڈیٹکٹیو نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ ریذیڈنٹ بھی ہزہائی نس کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی ہے میں کیا کروں تم ہی بتاؤ۔"

ہال کے بلب بجھے پڑے تھے۔ صرف اسٹیج پر تیز قسم کی روشنی کا دائرہ رقاصاؤں کے جسموں پر گردش کر رہا تھا۔ غیر ملکی موسیقی کانوں کے پردے پھاڑ رہی تھی۔

یک بیک ایک لمبے تڑنگے آدمی نے جو قریب ہی کھڑا ہوا تھا اینگلو انڈین کی گردن دبوچ لی اور اُسے اس طرح کرسی سے اٹھا لیا جیسے وہ ایک حقیر سا بندر چہ ہو۔

اینگلو انڈین پلٹ پڑا۔ لیکن اُسے اتنی مہلت نہ مل سکی کہ وہ اپنے ہاتھوں کو استعمال بھی کر سکتا۔ قریب ہی کی میز سے دو آدمی اور بھی اٹھ کر اُس سے لپٹ گئے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے....!" حمید دہاڑتا ہوا اٹھا۔

"شٹ اپ....!" لمبا آدمی غرایا۔ "اِٹ از اِن دی نیم آف ہزہائی نس....[1]!"

آس پاس بیٹھے ہوئے لوگ صرف گردنیں اونچی کر کے انہیں دیکھتے رہے۔ کوئی اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں۔ اینگلو انڈین چیخ رہا تھا حلق پھاڑ رہا تھا.... لیکن غیر ملکی موسیقی اُس کی چیخوں سے بھی زیادہ بلند آہنگ ہوتی گئی۔

وہ اُسے کھینچ لے گئے۔ حمید چند لمحے ساکت و صامت کھڑا رہا پھر تیزی سے صدر دروازہ کی جانب بڑھ گیا۔

باہر لان پر وہ کسی مردے کی طرح گھسیٹا جا رہا تھا.... اب اُس کے حلق سے صرف کربناک قسم کی غراہٹیں نکل رہی تھیں۔

ایک بڑی سی اسٹیشن ویگن کا پچھلا دروازہ کھلا اور اُسے اس میں دھکیل دیا گیا۔

حمید بھی ٹیکسیوں کی طرف بڑھا ہی تھا کہ کسی نے اُس کے شانے پر ہاتھ رکھ دیا وہ جھلا کر

---

[1] ہزہائی نس کے نام پر

مڑا.... لیکن کچھ کہہ نہ سکا.... کیونکہ اس طرح پیش آنے والا فریدی تھا۔

"انرجی برباد کرنے کی ضرورت نہیں۔!" فریدی نے آہستہ سے کہا۔ "جلد ہی ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ اُسے کہاں لے گئے ہیں۔"

"آپ کی دلچسپی کی وجہ....!" حمید نے تلخ لہجے میں پوچھا۔

"یہاں میں پہلے کبھی نہیں آیا۔"

"کیا بات ہوئی۔"

"پہلے کبھی آیا ہوتا تو ساری دلچسپیاں پہلے ہی ختم ہو گئی ہوتیں۔"

"یہاں نہیں چلے گی....!" حمید نے اوپری ہونٹ بھینچ کر کہا۔ "وہ اُسے کسی خارش زدہ کتے کی طرح گھسیٹ لے گئے تھے ہزہائی نس کے نام پر.... آس پاس کئی باوردی پولیس آفیسرز موجود تھے کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔"

"وہ وائسرائے کا کلاس فیلو رہ چکا ہے آکسفورڈ میں....!"

"اس لئے ریزیڈنٹ کا بھی دم نکلتا ہے اس کے نام پر....!" حمید نے اطلاع دی۔

"مجھے علم ہے....!"

"آپ یہاں کب سے مقیم ہیں۔"

"دوسرے دن میں بھی چل پڑا تھا۔"

"ساتھ آنے میں کیا دشواری تھی۔"

"صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ باخبر ہیں یا نہیں....؟"

"پھر....؟"

"قطعی طور پر باخبر ہیں! انہوں نے اندازہ کر لیا ہے کہ ہم مقتولہ کے کوارٹر تک کس طرح پہنچے ہوں گے.... یہی معلوم کرنے کے لئے وہ تمہاری نگرانی کر رہے تھے! آج اتفاق سے تم ایک رومال پر شہد کی مکھی کی تصویر دیکھ کر گڑبڑا گئے۔"

"میں یہاں لان پر سردی محسوس کر رہا ہوں۔" حمید نے غصہ سے دانت کٹکٹائے۔

"آؤ.... اب ڈائننگ ہال میں چلیں....!"

"کیوں.... الگ رہنے والی اسکیم ختم ہو گئی....!"

"ضرورت باقی نہیں رہی....!"

"میں اس بوڑھے کے لئے پریشان ہوں۔"

"ہم بوڑھے کے لئے یہاں نہیں آئے....!" فریدی نے لاپروائی سے کہا۔

وہ ڈائننگ ہال میں آئے۔ حمید چند لمحے خاموش رہا پھر شہد کی مکھیوں کا تذکرہ چھیڑ دیا۔

"فی الحال یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ اُن مکھیوں کا تعلق مکھی کی تصویر سے بھی ہوگا جس کے لئے ہم یہاں آئے ہیں۔"

"شہد کی مکھی کی تصویر کا مقصد بھی بتایئے گا یا میں بھی اسٹیج پر پہنچ کر دیسی ہلا گلا شروع کردوں۔"

فریدی نے اسٹیج پر کولہے مٹکانے والیوں پر ایک اچٹتی سی نظر ڈالی اور بولا۔ "یہ تصویر دراصل ایک قسم کا امتیازی نشان ہے! گروہ کے افراد ایک دوسرے سے کماحقہ واقف نہیں اس لئے اس تصویر کے ذریعہ آپس میں رابطہ قائم کرتے ہیں۔"

"کیا اُن کا مرکز رتن پور ہی ہے۔" حمید نے پوچھا۔

"شائد....!" فریدی کا مختصر سا جواب تھا۔

"گروہ کس قسم کا ہے....!"

"لڑکیوں کا اغوا اُن کے خاص مشاغل میں سے ہے۔"

"تب تو یہ سور کا بچہ.... یہ ہزہائی....!"

"نتائج نہ اخذ کرو...." فریدی نے اُسے جملہ نہ پورا کرنے دیا۔

حمید نے پائپ میں تمباکو بھرتے ہوئے ایک بار پھر مقتولہ کا تذکرہ شروع کردیا۔

"کملا....!" فریدی نے طویل سانس لی۔ "اس کا نام کملا تھا۔ اُس کے شوہر نے بتایا کہ وہ اور رجنی گہری دوست تھیں۔ کملا بھی نرس تھی اور اُن دونوں نے چند سال رتن پور ہی کے ایک ہسپتال میں گذارے تھے۔ یہ شادی سے پہلے کی بات ہے۔ کسی تصویر کے متعلق وہ کچھ نہیں بتا سکا۔"

"تو یہ قتل کسی تصویر ہے کے لئے ہوا تھا....!"

فریدی کچھ نہ بولا۔ حمید تھوڑی دیر تک پائپ کے ہلکے ہلکے کش لیتا رہا پھر چونک کر بولا۔ "میں سمجھا تھا شائد مجھ سے الگ رہ کر اُن لوگوں پر نظر رکھنا چاہتے ہیں....!"

"ختم کرو.... کتنی بار پوچھو گے.... ہاں مجھے جو کچھ معلوم کرنا تھا کرچکا.... وہ مجھے بھی

اچھی طرح پہچانتے ہیں۔"

"میں یہ بھی سوچ رہا ہوں کہ آپ نے میک اپ کا چرخہ کیوں نہیں چلایا.... اوہ ٹھہریئے۔"

حمید خاموش ہو کر کچھ سوچنے لگا پھر بولا۔"میرے پاس ایک ایسی اطلاع بھی ہے جو آپ کو شاید چونکا دے۔"

"چونکنے کے موڈ میں نہیں ہوں.... خیر بتاؤ۔"

"شائد میں اُس آدمی کو ڈھونڈھ نکالنے میں کامیاب ہو گیا ہوں جس نے میری جیب سے تصویروں کا پیکٹ اڑایا تھا۔" اُس نے لہک کر کہا۔"اور خضران کے متعلق بتانے لگا۔"

فریدی چند لمحے خاموش رہنے کے بعد بولا۔"ضروری نہیں ہے کہ تمہارا اندازہ درست ہی نکلے۔"

"پھر اُس نے سگار لائٹر کی روشنی میں رسٹ واچ پر نظر ڈالی اور یہ کہتا ہوا اٹھ گیا۔

"آؤ.... شاید ہمارے لئے کوئی پیغام ہو....!"

وہ ہوٹل کے ٹیلی فون ایکسچینج میں آئے.... فریدی نے احمد کمال کے نام سے کسی پیغام کے بارے میں دریافت کیا.... جواب میں آپریٹر نے ایک پرچہ اُس کی طرف بڑھا دیا جس پر تحریر تھا۔"گرین اسٹریٹ.... کوٹھی نمبر بارہ۔"

میدان عمل

"اس پیغام کا مطلب۔" حمید نے دروازے سے نکلتے ہوئے پوچھا۔

"اینگلو انڈین اس وقت اُسی کوٹھی میں ہے۔"

"پھر اب کیا ارادہ ہے...." حمید نے پوچھا۔ وہ لان پر نکل آئے تھے۔

"گرین اسٹریٹ....!"

"کوٹھی نمبر بارہ بھی فرمایئے سرکار۔" دفعتاً پشت سے کسی نے کہا اور حمید کی گدی سے کوئی ٹھنڈی سی چیز چپک کر رہ گئی۔

دونوں ہی رک گئے۔ فریدی کے پیچھے بھی ایک آدمی نظر آیا جس نے ریوالور کی نال اُس کی گردن سے لگا رکھی تھی۔

"چلتے رہئے حضرات۔" کسی تیسرے آدمی نے کہا۔ "ہم آپ کو کوٹھی نمبر بارہ تک ضرور پہنچائیں گے۔ ہمارے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے اگر ہماری اسٹیٹ میں احمد کمال فریدی جیسے آدمی کو کسی قسم کی تکلیف اٹھانی پڑے۔"

"شکریہ....!" فریدی کا لہجہ بے حد شیریں تھا۔ ساتھ ہی اُس کے قدم بھی اٹھ گئے۔ حمید کو پھر ایک ویسی ہی اسٹیشن ویگن دکھائی دی جیسی اینگلو انڈین کے لئے استعمال کی گئی تھی۔ پچھلا دروازہ کھلا ہی تھا۔ گردنوں پر ریوالور کے دباؤ نے انہیں چپ چاپ اندر داخل ہو جانے پر مجبور کر دیا۔ دروازہ باہر سے مقفل کر دیا گیا تھا۔ گاڑی حرکت میں آگئی....

"بے حد شریف آدمی معلوم ہوتے ہیں۔" حمید نے خوش ہو کر کہا۔ "وہ دیکھئے سامنے کریٹ میں بیئر کی بوتلیں بھی رکھی ہوئی ہیں۔"

"گزک کے لئے تمہارے کباب بھی خاصے لذیذ ثابت ہوں گے۔" فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"میں تو ضرور پیئوں گا.... خدا کی پناہ کیسی سردی ہے۔ میرا خیال ہے کہ بیئر حرام نہیں ہوتی کیونکہ میں نے اکثر گدھوں کو بھی بیئر پیتے دیکھا ہے۔"

"بکواس بند کرو.... مجھے سوچنے دو....!"

"آج تو آپ مجھے ہی سوچنے دیجئے جب آپ یہ جانتے تھے کہ وہ ہمیں اچھی طرح پہچانتے ہیں تو فون پر کوئی پیغام ریسیو کرنے کی کیا ضرورت تھی۔"

"ٹیکسی کا کرایہ بچانا چاہتا تھا۔"

"اوہ.... تو آپ دیدہ و دانستہ....!"

"کوئی دوسری گفتگو....!" فریدی کا لہجہ تحکمانہ تھا۔

"اچھا تو سنئے.... پچھلے سال میں نے ایک لڑکی کے سر پر مینار دیکھا تھا اُس نے کچھ اسی انداز میں اپنے بال سمیٹ کر سر کے وسط میں جوڑا سجایا تھا کہ وہ ایک چھوٹا سا مینار معلوم ہوتا تھا.... لیکن پرسوں کی بات ہے۔"

حمید نے خاموش ہو کر ایک طویل سانس لی اور پھر بولا۔ "پرسوں ایک ایسی لڑکی بھی ٹکرائی تھی جس نے اپنے بال سمیٹ کر اس طرح باندھے تھے کہ اپنے لنگڑے گھوڑے کی دم یاد آگئی میں

نے پوچھا اس اسٹائل کو کیا کہتے ہیں بولی "پونی ٹیل" میں نے کہا تو اردو میں ٹٹو کی دم کہتے ہوئے کیوں دم نکلتا ہے.... چراغپا ہوگئی کرسی پیچھے نہ کھسکا لیتا تو تھپڑ گال ہی پر پڑا ہوتا۔ کیونکہ نشے میں بھی تھی.... ہا.... کیا مصیبت ہے۔ دس سال پہلے کی گھٹیا چیزیں آج فیشن بن گئی ہیں.... دس سال پہلے میرے گاؤں کی چماریاں اس طرح اپنے بال باندھا کرتی تھیں.... میرے چچا کی ایک محبوبہ تھی شیو کلی چمارن.... وہ اُس سے اکثر کہا کرتے تھے۔

"اُو شیو کلی او حرافہ یہ سر پر جھاڑو کیوں لٹکالی ہے.... چوٹی گوندھا کر مری جان۔"

"آنٹی چمارن کا تذکرہ بڑی بدتمیزی سے کر رہے ہو۔" فریدی مسکرایا۔

"آپ اتنے مطمئن کیوں ہیں....!" حمید جھنجھلا اٹھا۔

"بے اطمینانی زمین پر جنت نہیں تعمیر کرتی ہے....!"

"اب کچھ نہیں پوچھوں گا۔" حمید پھر جھلا گیا۔

گاڑی کے اس حصے میں اُن دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا.... دفعتاً ڈرائیور والی سیٹ کی درمیانی دیوار میں ایک چھوٹی سی خلا پیدا ہوگئی اور دوسری جانب سے کسی نے انہیں مخاطب کیا۔ "سفر طویل نہیں ہے.... بیئر کے علاوہ سوڈا اور وہسکی بھی وہاں موجود ہیں۔ شوق فرمایئے۔"

"شکریہ....!" فریدی نے مسکرا کر جواب دیا۔ "میں صرف خون پیتا ہوں۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے.... ہز ہائی نس کو جانوروں سے بڑی دلچسپی ہے۔"

"وہ خود کسی زمانے میں پکڑے گئے تھے...." حمید نے بڑی سنجیدگی سے سوال کیا۔

"گستاخ....!" کوئی دوسرا غرایا۔ "خاموش رہو.... ورنہ زبان گدی سے کھینچ لی جائے گی۔"

"خاموش رہو.... فرزندا بھی ہم خود ہی دیکھ لیں گے کہ وہ کس پائے کا جانور ہے؟" فریدی بولا.... ساتھ ہی اگلی نشست والی کھڑکی بھی بند ہوگئی۔ حمید پھر تھوڑی دیر خاموش رہ کر بولا۔ "بھاگتے.... راستہ نہ ملے گا۔"

"میرا بھی یہی خیال ہے.... لیکن اب کیا ہو سکتا ہے.... پھر بھی اتنا یاد رکھو کہ تم زیادہ ہاتھ پیر نہیں ہلاؤ گے۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"اگر میں گاڑی سے اترتے ہی کچھ شروع کردوں تو میرے ہاتھ بٹانے کی ضرورت نہیں۔"

"یعنی میں دم بخود کھڑا رہوں گا۔"

"قطعی....!"

"مصلحت....؟"

"فضول بکواس نہ کرو۔ جتنا کہا جائے اُس سے زیادہ نہ کرنا۔" فریدی کی آواز اتنی ہی نیچی تھی کہ حمید کے علاوہ اور کوئی نہ سن سکتا تھا۔

"پھر میں اپنے بچاؤ کے لئے کیا کروں گا۔"

"مجھ سے نفرت کا اظہار اور انکا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش۔"

"اور اگر کام آگیا تو....!"

"میں صبر کرلوں گا....؟" فریدی کی سنجیدگی برقرار رہی۔

پھر وہ دونوں ہی کسی سوچ میں گم ہوگئے۔ انجن کے ہلکے سے شور کی یکسانیت حمید کے ذہن کو بیداری کی سطح سے نیچے لئے جارہی تھی کچھ دیر بعد یک بیک اُس نے جھرجھری لی اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا.... کم قوت والے بلب کی دھندلی سی روشنی میں فریدی کے چہرے پر اُسے نہ جانے کیوں اجنبیت سی نظر آرہی تھی۔

"ہوشیار....!" فریدی آہستہ سے بولا۔ حمید نے بھی محسوس کیا تھا کہ گاڑی کی رفتار کم ہورہی ہے۔

گاڑی کے رکنے کے دھچکے کے ساتھ ہی فریدی ایک جانب تھوڑا سا جھکا اور پھر اُسی پوزیشن میں ساکت و صامت ہوگیا.... ایسا معلوم ہورہا تھا جیسے اُس دھچکے کے ساتھ جسم و روح کا رابطہ بھی منقطع ہوگیا۔

حمید بوکھلائے ہوئے انداز میں آنکھیں پھاڑنے لگا۔ پھر کچھ کہنے ہی والا تھا کہ کسی نے دروازہ کھولا۔

"نیچے آؤ....!" تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔ ریوالور کی نال اُن کی طرف اٹھی ہوئی تھی۔ فریدی اُسی طرح جھکا ہوا دروازے کی جانب کھسکا اور پھر حمید کو ایسا معلوم ہوا جیسے وہ اُن دونوں مسلح آدمیوں کے درمیان سے تیرتا ہوا گذر گیا ہو۔ اُن دونوں کے سر ایک دوسرے سے ٹکرائے تھے اور پھر جتنی دیر میں وہ سنبھلتے فریدی نے دو فائر جھونک مارے اور پھر اچھا خاصا ہنگامہ برپا

ہو گیا۔ پے در پے فائر.... اور چیخیں.... حمید نے اوسان خطا نہ ہونے دیئے.... وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ فریدی کیا چاہتا ہے.... اس لئے وہ چپ چاپ گاڑی ہی میں بیٹھا رہا۔ حالانکہ جیب میں ریوالور موجود تھا۔

اُس کا اندازہ تھا کہ گاڑی کسی عمارت کی کمپاؤنڈ میں روکی گئی ہے۔ "وہ گیا.... وہ اُدھر....!" کوئی چیخا اور بیک وقت کئی فائر ہوئے۔ حمید نے سوچا اس طرح بیٹھے رہنا تو مناسب نہیں ہے.... قطعی غیر منطقی کہ ایک ساتھی تو اس طرح نکل گیا اور دوسرا ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھا رہا.... وہ کبھی یقین نہ کریں گے کہ اس میں بھی کوئی چال نہ ہوگی۔ پھر کیا کیا جائے؟ اُس نے چاروں طرف دیکھا.... بالآخر ایک ایسی جگہ نظر آہی گئی جس سے سر ٹکرا دینے پر پیشانی کی کھال یقینی طور پر پھٹ جاتی۔

پھر قبل اس کے کہ کوئی گاڑی کی طرف دوبارہ متوجہ ہوتا وہ فرش پر ڈھیر نظر آیا.... پیشانی سے خون کی چادر چہرے پر آئی تھی۔

وہ مطمئن تھا کہ سردی کی شدت کی وجہ سے خون کی زیادہ مقدار ضائع نہ ہو سکے گی۔ زخم پر خون جلد ہی جم جائے گا۔

پیشانی درد سے پھٹی جا رہی تھی۔ لیکن چوٹ اتنی شدید بھی نہیں تھی کہ وہ بیہوش ہو جاتا۔ ویسے مقصد یہی تھا کہ وہ اُسے بیہوشی ہی کی حالت میں اٹھائیں۔

کچھ دیر بعد اُس نے اپنے قریب ہی آوازیں سنیں.... پہلے کسی نے چیخ کر کہا تھا۔ "دوسرا گاڑی ہی میں بیہوش پڑا ہے۔"

پھر وہ اُسے گاڑی سے اٹھا کر کہیں لائے.... لیکن حمید فی الحال آنکھیں نہیں کھولنا چاہتا تھا۔ کوئی گرج رہا تھا۔ "حرام زادو ایک آدمی نہ پکڑا گیا.... میں تمہاری بوٹیاں اڑا دوں گا۔ اگر پانچ گھنٹے کے اندر اندر اُس کی لاش میرے سامنے نہ لائی گئی۔"

اس کے جواب میں حمید نے کچھ نہ سنا ویسے اُس کا اندازہ تھا کہ وہاں کم از کم ایک درجن آدمی موجود ہیں۔

"اسے ہوش میں لاؤ....!" وہی آدمی پھر گرجا۔

پھر تین منٹ کے اندر ہی اندر حمید نے اپنے بائیں بازو میں انجکشن کی چبھن محسوس کی۔

"فوراً ہوش میں آنا چاہئے۔" کوئی غرایا۔

"اَن داتا.... چوتھا منٹ نہیں گذرنے دے گا۔" گڑگڑا کر جواب دیا گیا۔ حمید نے سوچا اچھی بات ہے بیٹے ڈاکٹر صاحب میں تمہارے اعتماد کو ٹھیس نہیں لگنے دوں گا۔

اُس نے کراہ کر کروٹ بدلی لیکن آنکھیں نہ کھولیں.... پھر وہ اس طرح ہاتھ پیر پٹخنے لگا جیسے کسی نے ادھ کٹی گردن سمیت اُسے تڑپنے کے لئے چھوڑ دیا ہو۔

"کیا یہ مر رہا ہے....!" بڑی لاپرواہی سے پوچھا گیا۔

"پپ.... پتہ نہیں.... ان داتا....!"

"شراپ....!" شائد یہ چمڑے کے چابک کی آواز تھی، کسی کے حلق سے تلملائی ہوئی سی چیخ نکلی اور پھر کہا گیا۔ "تو نہیں جانتا کہ یہ مر رہا ہے.... ڈاکٹر ہے.... تو.... اسٹیٹ نے تجھ پر ہزاروں خرچ کئے ہیں.... حرام خور....!"

"شراپ....!" پھر چابک کی آواز.... لیکن اس بار شائد پٹنے والا خود پر قابو پانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

حمید نے سوچا اب اٹھ ہی جانا چاہئے۔ بہر حال وہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

لیکن فوراً ہی آنکھیں کھول دینے کی بجائے جھومتا ہوا بڑبڑایا۔ "خواہ تم مجھے مار ہی ڈالو.... میں اب اس ملازمت میں نہیں رہ سکتا.... مارو.... ہاں مارو.... اس بار اتنے زور سے میرا سر ٹکراؤ کہ اُس کے پرخچے اڑ جائیں.... انسپکٹر.... تم مجھے مجبور نہیں کر سکتے۔"

یک بیک کسی نے اُسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور پھر اُس نے آنکھیں کھولیں لیکن تھوڑی دیر تک اس انداز میں آنکھیں پھاڑتا رہا جیسے کچھ دکھائی ہی نہ دیتا ہو۔ حالانکہ وہ اُس وحشت زدہ آدمی کو بخوبی دیکھ رہا تھا جس کے ہاتھ میں بٹے ہوئے چمڑے کا لمبا سا چابک تھا۔

"سیدھے کھڑے ہو جاؤ....!" دفعتاً ایک آدمی غرایا۔

"مم.... میں کہاں....!" حمید خلاء میں گھورتا ہوا بولا۔

"کورنش بجا لاؤ.... تم ہز ہائی نس کے حضور میں ہو۔" جواب ملا۔

"اوہ خدایا.... میں کس طرح تیرا شکر ادا کروں۔" حمید کی ایکٹنگ شاندار تھی.... وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس طرح جھکا جیسے منہ کے بل گر پڑے گا۔

"ہوں.... کیا بک رہے تھے تم۔" وحشت زدہ والئی ریاست نے چابک کو جنبش دی۔

"اَن داتا.... مجھے امید نہیں تھی کہ حضوری حاصل ہو سکے گی۔"

"کیوں....؟" بائیں ابرو میں تناؤ پیدا کرتے ہوئے پوچھا گیا۔

"وہ درندہ ہے.... اپنی دانست میں تو اُس نے وہ حملہ مار ڈالنے ہی کے لئے کیا تھا۔"

"کس نے....!" ہز ہائی نس کا لہجہ نرم تھا۔

"میرے باس فریدی نے.... وہ درندہ ہے.... ان داتا.... میں اُسے سمجھا رہا تھا کہ رتن پور کی بہت بڑی سرکار ہے.... جہاں لاٹ صاحب کی دال بھی نہ گلتی ہو وہاں ہم مسخرے کس شمار و قطار میں ہوں گے۔ لیکن.... اُس نے ایک نہ سنی۔ پھر جب ہم یہاں لائے جا رہے تھے تو میں نے راستے میں اُسے سمجھانے کی کوشش کی تھی کہ اگر ہم سرکار میں پہنچتے ہی معافی مانگ لیں تو شاید بخش دیئے جائیں.... بس ان داتا.... وہ کسی بھوکے شیر کی طرح بپھر گیا۔ کیسی حیوانیت تھی اس کے حملے میں.... میرے خدا۔"

حمید نے آنکھیں بند کر لیں اور اس کا جسم کانپنے لگا۔

چند لمحے خاموشی رہی پھر رتن پور کا والی غرایا۔ "تصویروں کا پیکٹ کہاں ہے۔"

"سرکار.... وہ تو کسی نامعلوم حملہ آور نے مجھ سے چھین لیا تھا۔"

حمید نے کہا اور پوری کہانی دہرا دی۔ پھر چند لمحے خاموش رہ کر بولا۔ "میں بالکل بے قصور ہوں سرکار مفت میں مارا جاؤں گا۔ اگر کبھی اس ملازمت سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ دھمکی دیتا ہے کہ ساری عمر جیل میں سڑوا دے گا۔ وہ کتنا بڑا سازشی ہے.... میں ہی جانتا ہوں۔"

"بکواس بند کرو.... یہاں جھوٹ بولنے کی سزا موت ہے۔"

"سیس.... سرکار.... ان داتا.... میں کیسے یقین دلاؤں....!"

"تصویریں.... تم نے دیکھی تھیں....!"

"دیکھی تھیں ان داتا....!"

"کس قسم کی تصویریں تھیں....!"

"قسم.... قسم.... میں نہیں سمجھا سرکار.... یعنی کہ بس ویسی ہی جیسی....!"

"ہوں.... ختم کرو.... میں دیکھوں گا۔" وہ حمید کو گھورتا ہوا بولا۔ پھر ایک آدمی کی طرف مڑ کر کہا۔ "سکتر صاحب اسے ریچھوں کے کٹہرے میں دھکیل دیا جائے۔"

"ہولی فادر...." حمید اچھل پڑا۔ لیکن والئی ریاست حکم دینے کے بعد اتنی تیزی سے ایک دروازے میں مڑ گیا تھا کہ وہ فریاد بھی نہ کر سکا۔

سیکریٹری بڑبڑا رہا تھا۔ "یہ احمق خواہ مخواہ خود کو ریچھوں سے نچواتے ہیں۔"

"اسے تو کیا واقعی....!" حمید نے حیرت سے آنکھیں پھاڑ دیں۔

"ذرا ہی سی دیر میں معلوم ہوا جاتا ہے.... سرکار کو یقین نہیں آیا تمہاری باتوں پر....!"

"یقین نہ کرنے کی وجہ....!" حمید جھلا گیا۔

"آخر تم دونوں نے رتن پور کا رخ کیوں کیا تھا....؟" سیکریٹری نے پوچھا۔

"شامت نے گھیرا ہوگا.... میں کیا جانوں.... وہ تو مجھے کسی گدھے کی طرح جوتے پھرتا ہے.... یہ بتائے بغیر کہ کسی فعل کا مقصد کیا ہے۔ پہلے اُس نے مجھے یہاں نہ صرف یہ کہہ کر بھیجا تھا کہ میں فلیٹی میں قیام کروں.... پھر خود بھی آ پہنچا.... اور یہیں آکر بتایا کہ وہ کملا کے قاتلوں کی تلاش میں ہے.... کہنے لگا کہ اس میں ہزہائی نس کا ہاتھ بھی ہو سکتا ہے.... میں نے کانوں پر ہاتھ رکھے اور اُسے سمجھانے کی کوشش کرنے لگا کہ اگرچہ یہ حقیقت ہے تو ہمیں چپ چاپ یہاں سے چلے جانا چاہئے.... بھلا ہزہائی نس سے کوئی ٹکر لے سکے گا۔"

سیکریٹری چند لمحے حمید کو گھورتا رہا پھر بولا۔ "ہزہائی نس کے علاوہ اور کوئی بھی اُس پیکٹ میں دلچسپی نہیں لے سکتا۔ لیکن وہ پیکٹ ہزہائی نس تک نہیں پہنچا۔"

"ہوں....!" حمید نے کچھ سوچتے ہوئے سر کو جنبش دی.... "کملا کے کوارٹر میں شائد وہ پیکٹ بھی تلاش کیا گیا تھا۔"

"تمہیں ان باتوں سے سروکار....!" سیکریٹری غرایا۔

"قطعی نہیں.... لیکن شائد میں کوئی کام کی بات بتا سکوں۔"

"یعنی....!"

"وہ پیکٹ تمہارے ہی کسی آدمی نے مجھ سے چھینا تھا....!"

"بکواس.... اس طرح وہ ہزہائی نس تک ضرور پہنچا ہوتا۔"

"نہیں سمجھے... ہاہا...!" حمید نے قہقہہ لگایا۔ "نہیں سمجھ سکتے۔ میں پوری طرح سمجھ گیا ہوں۔"

"لے چلو....!" سیکریٹری دوسروں کی طرف دیکھ کر غرایا۔

"سنو پیارے....!" حمید کے ہونٹوں پر شریری سی مسکراہٹ نظر آئی۔ "ہم تو سر ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں۔ لیکن میری موت تمہارے ہزہائی نس کے لئے بڑی پریشانیاں لائے گی۔"

اُس کی طرف بڑھتے ہوئے قدم رک گئے اور سیکریٹری غرایا۔ "کیوں؟"

"مجھے کسی غدار کی پرچھائیں نظر آرہی ہے۔" حمید یک بیک سنجیدہ ہو گیا۔ چند لمحے خلاء میں گھورتا رہا۔ پھر سیکریٹری کی طرف دیکھے بغیر بولا۔ "بلاشبہ وہ تمہارا ہی کوئی آدمی تھا جس نے میری جیب سے پیکٹ نکالا تھا لیکن....!"

حمید نے قہقہہ لگایا۔ لیکن جلد ہی سنجیدگی اختیار کر کے ایک ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"وہ ہزہائی نس کو.... بلیک میل.... کرے گا۔"

بالکل ایسا ہی معلوم ہونے لگا جیسے حمید کے یہ الفاظ بموں کی طرح اُن کے سروں پر پڑے ہوں۔ قبرستان کا سا سناٹا چھا گیا۔ پھر دفعتاً دروازے کی جانب سے آواز آئی۔ "ٹھہرو۔"

رتن پور کا والی دروازے میں کھڑا حمید کو گھور رہا تھا۔

حمید ایک بار پھر بوکھلائے ہوئے انداز میں جھکتا چلا گیا۔

"سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔" اس بار وحشت زدہ والئی ریاست کے لہجے میں نرمی تھی۔ وہ حمید کو پھر گھورنے لگا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ اُس کے ذہن کی گہرائیوں میں اترنے کی کوشش کر رہا ہو۔ یک بیک اُس نے کہا۔ "میرے ساتھ آؤ۔" اور دوسری طرف مڑ گیا۔

❁

روزا اتنی تھک گئی تھی کہ صرف ایک ہی منزل کے زینے بے حد گراں گذرے وہ اپنے کمرے کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ غالباً قفل کھولنے سے پہلے کچھ دیر دم لینا چاہتی تھی.... دفعتاً کسی نے اُس کا شانہ چھو کر کہا۔

"مجھے بے حد افسوس ہے۔"

وہ چونک کر مڑی سامنے خضران کھڑا تھا۔ ٹھنڈی سی لہر اُس کی ریڑھ کی ہڈی میں دوڑ گئی۔

"مم.... میں نہیں سمجھی جناب۔"

"میں اس وقت نشے میں تھا محترمہ....!"

"کب....؟" روزا نے تجاہل سے کام لیا۔

"وہی کیمرے والی بات....!"

"ارے وہ تو کچھ نہیں....!" روزا ہنس پڑی۔ "میرا کام ہی یہی ہے کہ ایسے مواقع پر جھڑکیاں سہوں۔ بڑی اچھی تنخواہ مجھے ملتی ہے جناب۔"

"اوہ.... کتنا گہرا طنز ہے....!" وہ بھرائی ہوئی آواز میں اس طرح بڑبڑایا جیسے خود سے مخاطب ہو۔ پھر بڑی لجاجت سے بولا۔ "کیا آپ میرے لئے تھوڑا سا وقت نکال سکیں گی۔"

"ضرور.... ضرور.... تشریف لائیے۔" روزا کمرے کا قفل کھولنے کے لئے آگے بڑھتی ہوئی بولی۔

کچھ دیر بعد وہ دونوں سٹنگ روم میں نظر آئے۔ خضران سر جھکائے بیٹھا تھا اور روزا مضطربانہ انداز میں بار بار پہلو بدل رہی تھی۔ بالآخر جب وہ بہت زیادہ گھٹن محسوس کرنے لگی تو اُسے ہی پہل کرنی پڑی۔

"فرمایئے میں کیا خدمت کر سکتی ہوں....!"

"اب اور زیادہ شرمندہ نہ کیجئے۔" اُس نے سر اٹھا کر کہا۔ روزا کو اُس کی آنکھوں میں موٹے موٹے قطرے نظر آئے....

"مم.... میں نہیں سمجھی جناب....!"

خضران نے دوسری طرف منہ پھیر کر آنکھیں پونچھیں اور پھر اُس کی طرف دیکھے بغیر بولا۔

"مجھے نشے میں بہت جلد غصہ آجاتا ہے.... پھر نارمل حالت میں اتنی شرمندگی ہوتی ہے کہ خودکشی کر لینے کو دل چاہتا ہے۔"

"اوہ.... کوئی بات نہیں ہے، آپ کو کس طرح یقین دلاؤں کہ میں نے بُرا نہیں مانا تھا۔"

دفعتاً کسی نے دروازے پر دستک دی اور وہ چونک پڑے۔

"کم ان....!" روزا نے کہا دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے.... روزا بوکھلا کر کھڑی ہو گئی.... وہ اُن کے سینوں پر لگے ہوئے سرخ رنگ کے بیجوں کو گھورے جا رہی تھی۔

"تت.... تشریف رکھئے جناب....!" اُس نے اُن سے کہا وہ بیٹھ ہی رہے تھے کہ خضران

روزا سے اجازت طلب کر کے اٹھ گیا۔ اُس نے اُن دونوں کو دیکھتے ہی اپنی ناک پر رومال رکھ لیا تھا
اور دو بار چھینکا بھی تھا۔

اُس کے چلے جانے پر روزا نے بڑے خوفزدہ انداز میں اُن لوگوں کی آمد کا مقصد پوچھا تھا۔

"تیسری منزل کے خضران نامی کسی آدمی کے بارے میں پوچھ گچھ کرنی ہے۔"

"مح.... خضران.... وہ تو.... وہ ابھی آپ کے سامنے یہاں سے اٹھے ہیں۔"

"کیا....؟" دونوں نے بیک وقت کہا اور اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ پھر وہ اتنی تیزی سے باہر
نکل گئے تھے کہ روزا کے ہونٹ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ غالباً اُس نے کچھ کہنا چاہا تھا۔
آنکھوں میں الجھن کے آثار لئے وہ باتھ روم کی طرف مڑ گئی۔

رتن پور کا والی حمید کو گھور رہا تھا اور حمید اس طرح سر جھکائے بیٹھا تھا جیسے اس سے پہلے بہت
کچھ سنتا رہا ہو۔

دفعتاً پرنس غرایا۔ "اگر یہ بات غلط نکلی تو میں تمہارے ٹکڑے اڑا دوں گا۔"

"سس.... سرکار....!" حمید ہکلایا۔ "میں نے تو عرض کیا تھا کہ وہ نامعلوم حملہ آور
خضران بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے یقین کے ساتھ تو نہیں کہا۔"

"اچھا تو یہی ثابت کرو کہ میرا کوئی آدمی مجھے بلیک میل کرنا چاہتا ہے۔"

"وقت ثابت کرے گا سرکار.... میں جادوگر تو نہیں ہوں لیکن ذہنی تربیت بھی کوئی چیز
ہے۔ ہزاروں ایسے کیس نظروں سے گذرے ہیں پچھلے سال ایک گدھے نے اس زور سے لات
ماری تھی۔"

"بکواس بند کرو۔"

"سن تو لیجئے سرکار.... وہ ایسا عدیم الفرصت گدھا بھی نہیں تھا کہ خواہ مخواہ لات مار دیتا....
اسے مجبور کر دیا گیا تھا کہ وہ لات مارے۔"

"کیا تم نشے میں ہو...." پرنس نے خونخوار لہجے میں کہا۔

"سرکار پوری بات سن لیں۔ لات کھانے کے بعد میں تو بدحواس ہو گیا تھا لیکن کسی ہوش
مند نے میری جیب صاف کر دی تھی.... تو کہنے کا یہ مطلب کہ جو شخص آپ کو بلیک میل کرنا

چاہتا ہے وہ کھل کر کبھی آپ کے سامنے نہیں آئے گا۔ کسی ایسے آدمی کو سامنے لائے گا جسے آپ جانتے نہ ہوں۔"

پرنس کسی سوچ میں پڑ گیا۔ کچھ دیر تک اُس کی انگلیاں کرسی کے ہتھے پر چلتی رہیں۔ پھر وہ حمید کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا فکر مند لہجے میں بولا۔

"مگر اُس پیکٹ کی اہمیت سے میرا کوئی آدمی بھی واقف نہیں۔"

"سرکار.... سرکار.... سرکار....!"

"کیا بکتے ہو....!"

"جس پیکٹ کے لئے ایک قتل ہو گیا ہو اس کی اہمیت کا کیا پوچھنا.... ایک بار ایک لڑکی نے مجھے آنکھ ماری تھی۔"

"شٹ اپ....!"

"یقین کیجئے کہ وہ لڑکی ہرگز نہیں تھی۔ لڑکی کی ماں تھی.... لڑکی تو....!"

دفعتاً ایک آدمی پردہ ہٹا کر کمرے میں داخل ہوا.... اور تعظیماً جھک کر بولا۔ "ریڈ بیجز.... یور ہائی نس....!"

"آنے دو....!" پرنس نے اُس کی طرف دیکھے بغیر کہا۔

اُس کے جانے کے بعد ہی دو آدمی اندر آئے.... ان کے سینوں پر سرخ رنگ کے بیجز لگے ہوئے تھے۔

"اَن داتا....!" اُن میں سے ایک بولا۔ "خضران نام کا ایک آدمی فلیٹی میں موجود تھا۔ ہم نے اُسے ہاؤز ڈیٹکٹو کے کمرے ہی میں دیکھا.... لیکن اُس نے ہمیں دیکھتے ہی اپنا منہ رومال سے ڈھانک لیا تھا۔"

"وہ کہاں ہے؟ کم سے کم الفاظ استعمال کرو۔" پرنس دہاڑا۔

"وہ تو ہمیں دیکھتے ہی اٹھ گیا تھا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ ہمیں جس آدمی کی تلاش تھی وہ....!"

"نکل گیا نا....!" پرنس اپنی ران پر ہاتھ مار کر کھڑا ہو گیا۔

"سس سرکار اگر ہم اُسے پہچانتے ہوتے....!"

"میں کہتا ہوں بکواس بند کرو.... نمک حراموں۔"

وہ سر جھکائے کھڑے رہے اور حمید بڑبڑایا۔ "بہت چالاک آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

پھر پرنس سے بولا۔ "سرکار اجازت ہو تو میں بھی ان سے کچھ پوچھوں۔"

پرنس جو قہر آلود نظروں سے اُن دونوں کو گھور رہا تھا حمید کی طرف متوجہ تک نہ ہوا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے اُسے وہاں کسی چوتھے آدمی کے وجود کا علم ہی نہ ہو۔

دفعتاً وہ سرد لہجے میں بولا۔ "تم دونوں دس گز کے فاصلے سے دوڑ کر اپنے سر ٹکراؤ۔"

"یور ہائی نس....!" حمید نے کچھ کہنا چاہا۔

"شٹ اپ....!"

حمید پھر کچھ نہ بولا.... وہ دونوں ایک دوسرے سے دور ہٹتے گئے.... اور پھر اس طرح رکے کہ دونوں کے چہرے ایک دوسرے کی جانب تھے۔

"جلدی کرو۔" پرنس نے چمڑے کا چابک فرش پر مارتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں جھکے اور اچھل اچھل کر آپس میں سر ٹکرانے لگے.... حمید کو ہنسی بھی آرہی تھی اور خوف بھی محسوس ہو رہا تھا۔ وہ بھینسوں کی طرح سر ٹکرا کر چیختے اور کراہتے۔ کبھی کبھی ڈھیر بھی ہو جاتے.... لیکن انہیں پھر اٹھنا پڑتا.... جب تک نہ اٹھتے وحشت زدہ حکمران کا چابک اُن پر برستا رہتا۔

کچھ دیر بعد اُن میں سے ایک قطعی طور پر بیہوش ہو گیا.... تب دوسرا فرش پر دو زانو ہوتا ہوا گڑگڑایا۔ "یور ہائی نس.... اس اذیت سے تو یہی بہتر ہے کہ آپ ہمیں گولی ماردیں۔"

پرنس نے سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے ایک سوئچ کا پش بٹن دبایا۔ کہیں دور سے گھنٹی کی آواز آئی اور ایک آدمی کمرے میں داخل ہو کر کورنش بجالایا۔

"سیکریٹری کو بلاؤ...." پرنس نے کہا اور وہ الٹے پاؤں واپس گیا۔

"سرکار.... اجازت ہو تو اب میں اس سے کچھ پوچھوں....!" حمید نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ بڑی لاپروائی سے سر ہلا کر اجازت دی گئی۔

حمید تھکے ہوئے آدمی سے مخاطب ہوا۔

"تمہیں یقین ہے کہ اُس نے تمہیں دیکھ کر ہی منہ پر رومال رکھا تھا یا اُسکی اور کوئی وجہ رہی ہو گی۔"

"مم.... مجھے یقین ہے.... پہلے تو ہم نے خیال نہیں کیا تھا.... لیکن اُس کے اٹھ جانے کے بعد جب ہمیں معلوم ہوا کہ.... وہی خضران....!"

وہ دم لینے کے لئے رک گیا۔ بُری طرح ہانپ رہا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے اب وہ بھی بیہوش ہو جائے گا۔ پلکیں جھکی پڑ رہی تھیں۔ اُس نے خشک ہونٹوں پر زبان پھیری اور پھر بولا۔ "جب یہ معلوم ہوا کہ وہ خضران تھا تو خیال آیا کہ ہمارے سرخ بیجز پر نظر پڑتے ہی وہ ناک پر رومال رکھ کر.... دو تین بار چھینکا تھا.... اور کمرے سے چلا گیا تھا۔"

"مجھے یقین ہے کہ یہی ہوا ہو گا....!" حمید نے سر ہلا کر کہا۔ "وہ بہت چالاک آدمی معلوم ہوتا ہے.... چونکہ وہ اپنے دانتوں کی وجہ سے ہزاروں میں پہچانا جا سکے گا اسی لئے اُس نے ناک پر رومال رکھ لیا تھا۔"

"میرے ساتھ آؤ....!" پرنس اٹھتا ہوا حمید سے بولا۔ پھر دروازے کے قریب رک کر زخمی آدمی کی طرف مڑا۔

"اگر تمہاری موت سے پہلے سیکریٹری آجائے تو اُسے روم نمبر بارہ میں بھیج دینا۔"

"اَن داتا....!" وہ دونوں ہاتھ پھیلا کر منہ کے بل فرش پر چلا آیا حمید پرنس کے پیچھے چل رہا تھا۔

روم نمبر بارہ میں پہنچتے ہی اُس کی عقل گدی سے خارج ہو گئی۔ مغربی طرز کے ساز بج رہے تھے.... اور ڈیڑھ درجن نیم عریاں لڑکیاں چاروں طرف تھرکتی پھر رہی تھیں.... پرنس نے اس جگہ کو روم نمبر بارہ کے نام سے یاد کیا تھا.... لیکن وہ تو ہال تھا اور اتنا بڑا ہال آج تک حمید کی نظر سے نہیں گذرا....

"ارے باپ رے....!" حمید نے آنکھوں پر دونوں ہاتھ رکھ لئے اور چلتے چلتے رک کر اس طرح کانپنے لگا جیسے کوئی سردی کھایا ہوا بکری کا بچہ ہو۔ ساتھ ہی وہ بڑبڑائے جا رہا تھا۔ "ارے خدا تو نے میرے باپ کے گناہ پچھلے سال ہی معاف کر دیئے ہوں گے اب میرے گناہ بھی معاف کر دے.... ایکس کیوز می پلیز.... مائی گوڈ....!"

"کیا بکواس ہے....!" پرنس نے اُس کا گریبان پکڑ کر جھٹکا دیا۔

"سردی لگ رہی ہے.... یور ہائی نس....!" حمید ہاتھ جوڑ کر گڑگڑایا۔ "ایسی جگہوں پر اکثر مجھے نمونیہ بھی ہو گیا ہے۔"

پرنس نے قہقہہ لگایا۔ لڑکیاں اُن کے قریب آگئی تھیں۔ حمید بدستور آنکھیں بند کئے کانپتا

رہا.... جسم کی یہ کپکپاہٹ اب موسیقی سے بھی کسی حد تک ہم آہنگ ہو گئی تھی۔

پرنس نے لڑکیوں کے نرغے سے باہر جاتے ہوئے انہیں کسی قسم کا اشارہ کیا اور وہ یک بیک حمید پر ٹوٹ پڑیں۔

"ارے.... ارے....!" حمید نے خواہ مخواہ چیخنا شروع کر دیا۔ "بب بچاؤ.... بچاؤ.... آق چھین.... ارے چھین.... اچھن.... آق چھین.... مرا سرکار.... نن.... نزلے کی تحریک شروع ہو گئی.... آق چھیں.... نن.... نمونیہ بھی ہو جائے گا۔"

وہ اُسے ایک دوسری پر دھکیلتی رہیں۔

پھر کچھ دیر بعد پرنس کی آواز گونجی "ہٹ جاؤ.... الگ ہٹو.... نغمہ بند کرو۔"

موسیقی کی لہریں فضا میں ارتعاش پیدا کرتی ہوئی سناٹے میں گم ہو گئیں۔ لڑکیاں آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ رہی تھیں۔

"ہاتھ ہٹاؤ آنکھوں سے....!" پرنس نے غضب ناک ہو کر حکم دیا اور حمید کے ہاتھ جھٹکے کے ساتھ پہلوؤں میں جھول گئے۔ وہ اس طرح کھڑا تھا جیسے پشت پر کوہان نکل آیا ہو۔

"سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔"

حمید کسی ربڑ کے بوے کی طرح اکڑ گیا۔ پرنس کا سیکریٹری سامنے ہی موجود تھا۔

"اُس کا حلیہ پھر بتاؤ.... اور اپنے باس کا بھی۔" پرنس نے حمید کو گھورتے ہوئے کہا۔ پھر سیکریٹری سے بولا۔ "نوٹ کرو....!"

حمید نے خضران اور فریدی کے حلئے بیان کئے اور سیکریٹری نوٹ کرتا رہا.... جب وہ نوٹ بک بند کر چکا تو پرنس نے اسٹیٹ کی ناکہ بندی کا حکم دیتے ہوئے کہا۔ "ایک گھنٹے کے اندر اندر یہ حلئے سارے ناکوں پر پہنچ جانے چاہئیں.... ریلوے اسٹیشنوں پر ساری ٹرینیں اُس وقت تک روکی جائیں جب تک کہ اُن کی تلاشیاں نہ ہو جائیں.... اور اس لڑکی روزا کو یہاں حاضر کرو.... اس کے لئے صرف بائیس منٹ دے سکتا ہوں۔"

سیکریٹری تعظیم کے لئے جھکا اور باہر نکل گیا۔

حمید دم بخود کھڑا تھا۔ پرنس اُس کی طرف مڑا۔ قبل اس کے کہ خود کچھ کہتا حمید ہاتھ جوڑ کر بول پڑا۔ "سرکار میری بھی ایک عرض ہے میں جانتا ہوں کہ مجھے معاف نہیں کیا گیا.... میں

موت سے بھی نہیں ڈرتا۔ لیکن مرنے سے پہلے میری ایک خواہش ضرور پوری ہونی چاہئے۔"

"ہوں....!" پرنس نے سوالیہ انداز میں بھنویں چڑھائیں۔

"فریدی کو میرے حوالے کر دیا جائے تاکہ میں اُس کی ہڈیاں توڑ سکوں۔"

"کیوں....؟"

"اُس نے مجھ پر بے شمار مظالم کئے ہیں۔ سب سے بڑا ظلم تو یہ کہ میں کنوارا ہی مر جاؤں گا.... آج تک شادی نہ ہونے دی.... ابھی پچھلے مہینے کی بات ہے ایک جگہ بات لگی تھی۔ وہاں پہنچ کر بھیڑ مار دی.... لڑکی والوں سے جڑ دیا کہ میں چرس پیتا ہوں۔"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم کس قسم کے آدمی ہو۔" پرنس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی۔

"حد ہو گئی سرکار ایک جگہ تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اب تک ساڑھے تین درجن لڑکیوں سے عشق کر چکا ہے.... ساڑھے تین درجن.... ارے باپ رے۔"

وہ پھر کسی چوٹ کھائے ہوئے مینڈک کی طرح کانپنے لگا۔

"تم گدھے ہو۔"

"جی سرکار....!" حمید نے پھر ہاتھ جوڑ دیئے۔ "لڑکیاں بھی یہی سمجھتی ہیں لیکن....!"

"ٹھہرو.... تمہیں ایک تماشہ دکھاؤں....!" وہ سوئچ بورڈ کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔

غالباً اُس نے کسی پش بٹن پر انگلی رکھی تھی۔ حمید کی پشت والی دیوار سے ہلکی سی چرچراہٹ بلند ہوئی اور اس نے ایک چور دروازہ نمودار ہوتے دیکھا۔ لیکن ٹھیک اُسی وقت لڑکیوں نے چیخنا اور بھاگنا شروع کر دیا۔ بالکل ایسا ہی معلوم ہو رہا تھا جیسے بھیڑوں کے گلے میں کوئی بھیڑیا گھس آیا ہو۔

پرنس نے چابک گھما کر اُن کے مجمع میں پھینکا ایک لڑکی کی ٹانگ چابک سے الجھی اور وہ دھڑام سے فرش پر چلی آئی۔

دوسری لڑکیاں مختلف دروازوں سے باہر نکل چکی تھیں۔ چابک سے الجھ کر گرنے والی اٹھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن اُسے کامیابی نصیب نہ ہو سکی کیونکہ اُس کے گرد چابک کے بلوں میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔

وہ چیخ رہی تھی بلبلا رہی تھی.... اور حمید متحیرانہ انداز میں کھوپڑی سہلا رہا تھا۔ سمجھ ہی میں

نہ آسکا کہ یہ سب یہ کیا تھا۔ پھر دفعتاً اُس چور دروازے کا خیال آیا جس کے نمودار ہوتے ہی یہ ہنگامہ برپا ہوا تھا۔ وہ تیزی سے اُس کی طرف مڑا۔ لیکن پھر اس طرح سناٹے میں آگیا جیسے اچانک روح قبض کرلی گئی ہو۔

دروازہ میں ایک ریچھ نظر آیا.... جو پچھلی ٹانگوں پر کھڑا آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہا تھا۔

پرنس نے حمید سے کہا۔ "ڈرو نہیں.... وہ تمہاری طرف متوجہ بھی نہیں ہوگا۔ سوئچ بورڈ پر سرخ رنگ والا بش بٹن دبادو....!"

حمید بوکھلائے ہوئے انداز میں سوئچ بورڈ کی طرف جھپٹا.... وہ سچ مچ بدحواس ہوگیا تھا۔ بٹن پر انگلی پڑتے ہی ایسا محسوس ہوا جیسے ساری دیواریں دھڑام سے نیچے آپڑی ہوں.... لیکن واقعہ صرف اتنا سا تھا کہ بٹن دبتے ہی ہال کے سارے دروازے بند ہوگئے تھے.... شاید اُن دروں میں اوپر کی طرف خلائیں تھیں جن سے فرش پر تختے پھسل آئے تھے۔

اب پرنس نے لڑکی کو چابک کے بلوں سے آزاد ہوجانے دیا۔ ریچھ پر نظر پڑتے ہی لڑکی نے اور زیادہ چیخنا اور بلبلانا شروع کردیا تھا۔

اب وہ چاروں طرف دوڑتی پھر رہی تھی اور ریچھ اُس کا تعاقب کررہا تھا۔ ایک بار ریچھ نے جھپٹ کر اُسے دھکا دیا اور وہ فرش پر ڈھیر ہوگئی۔ ریچھ پھر سروقد کھڑا ہوگیا.... چیختے چیختے لڑکی کا گلا رندھ گیا تھا۔

ریچھ دو چار قدم پیچھے ہٹا.... اور دوبارہ لڑکی پر جھپٹنے ہی والا تھا کہ سامنے والے روشندان سے پے درپے فائر ہوئے.... ریچھ لڑکھڑایا.... اور ڈھیر ہوگیا.... ایک گولی سینے پر پڑی تھی اور دوسری پھیلے ہوئے دہانہ میں جاگھسی تھی۔

"یہ کون ہے....!" پرنس حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"احمد کمال فریدی کے علاوہ اور کون ہوسکتا ہے.... نہیں.... نہیں پرنس تم اپنی جگہ سے جنبش نہیں کروگے۔ اب بھی ریوالور کی زد پر ہو۔"

پرنس کچھ نہ بولا۔ وہ ساکت وسامت کھڑا تاریک روشندان کو گھورے جارہا تھا۔

"حمید.... کانسپیریٹر دی گریٹ.... میں تمہارے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا تھا.... خیر دیکھوں گا تمہیں اگر سکا سکا کر نہ مارا تو کچھ بھی نہ کیا۔"

"مم.... مم.... ارے باپ رے.... مطلب یہ کہ.... مم میری بھی تو سنئے۔"

"شٹ اپ....!" روشندان سے آواز آئی۔

تھوڑی دیر تک پھر سناٹا چھایا رہا۔ پرنس نے کچھ کہنے کے لئے ہونٹ کھولے ہی تھے کہ روشن دان سے پھر آواز آئی۔ "تم اب یہ سوچنا ترک کر دو کہ تمہاری ریاست کے گرد لوہے کی دیواریں ہیں.... اس وقت تمہارے محافظ دستے کی آنکھوں میں دھول جھونکی تھی.... کل تمہیں ایک تھیلے میں بند کر کے شائد سڑکوں پر بھی گھسیٹتا پھروں....!"

پرنس چیخ چیخ کر اپنے آدمیوں کو آوازیں دینے لگا۔ لیکن دروازے تو بند تھے۔ شاید انہیں باہر سے نہ کھولا جاسکتا.... روشندان سے قہقہے کی آواز آئی.... اور کہا گیا۔ "اینگلو انڈین اور اُس کی لڑکی کو اسٹیٹ سے نکل جانے دو.... یہ میرا حکم ہے۔"

"بکواس بند....!" پرنس حلق پھاڑ کر چیخا۔

"صرف دو گھنٹے کی مہلت....!" فریدی کی آواز آئی۔ "اگر وہ دونوں دو گھنٹے بعد ریلوے اسٹیشن پر نظر نہ آئے تو میں سچ مچ تمہیں تھیلے میں بند کر کے سڑکوں پر گھسیٹتا پھروں گا.... شب بخیر....!"

ریچھ تڑپ تڑپ کر سرد ہو چکا تھا.... اور لڑکی ایک گوشے میں دبکی ہوئی بُری طرح کانپ رہی تھی۔

❁

سرخ بیج والے پرنس کے مخصوص اسٹاف کے لوگ تھے۔ اسٹیٹ کے باشندوں میں انہیں موت کے فرشتوں کے نام سے یاد کیا جاتا۔

راہ چلتے اگر کسی کو کوئی سرخ بیج والا نظر آجاتا تو اُسے موت سامنے کھڑی دکھائی دیتی اور تاوقتیکہ وہ اُسے نظر انداز کر کے گذر نہ جاتا اُس پر جانکنی کی سی کیفیت طاری رہتی۔

روزا کو جب یہ معلوم ہوا کہ سرخ بیج والوں سے دوسری ملاقات خود اس کے لئے کسی الجھن کا باعث بننے والی ہے تو اس کا دم ہی تو نکل گیا.... لیکن بے چوں و چرا تعمیل احکام کے علاوہ اور کوئی چارہ بھی نہ تھا۔

رات پھر اُسے راج محل کے ایک کمرے میں مقید رکھا گیا اور دوسرے دن تقریباً دس بجے

پرنس کے حضور میں پیشی ہوئی مقصد اس کے علاوہ اور کچھ بھی نہیں تھا کہ خفران کے متعلق پوچھ گچھ کی جاتی.... لیکن پرنس اُسے دیکھتے ہی سیکریٹری پر الٹ پڑا.... "اُلو کے پٹھے.... یہ ہماری رعایا کب سے ہے....!"

"سرکار جاننا چاہتے ہیں کہ تم کب سے نمک خوار ہو....!" سیکریٹری نے روزا سے پوچھا... وہ بُری طرح کانپ رہی تھی۔

"پپ پانچ سال سے.... جناب والا....!"

پرنس نے سیکریٹری کو اس طرح گھور کر دیکھا جیسے کچا ہی چبا جائے گا۔ حمید جو برابر ہی کے صوفے پر بیٹھا تھا جھک کر آہستہ سے بولا۔ "پانچ سال پہلے تو یہ آفت کی پرکالہ رہی ہوگی سرکار.... یہ سیکریٹری واقعی اُلو کا پٹھا معلوم ہوتا ہے۔ بھلا.... بتایئے پانچ سال بعد اسے یہاں لانے سے کیا فائدہ۔"

"ہوں....!" پرنس غرایا.... اور نصف درجن سرخ بیج والوں کی طرف دیکھ کر بولا۔ "سیکریٹری کو مرغا بنادو۔"

"سس سرکار.... اَن داتا....!" سیکریٹری گڑگڑایا لیکن ایک نہ چلی۔ سرخ بیج والے اُس پر ٹوٹ پڑے اور وہ ذرا ہی سی دیر میں مرغا بنا نظر آیا.... حمید پھر پرنس کی جانب جھکا اور آہستہ سے بولا۔ "یہ پانچ سال کا خسارہ اُس کی پشت پر کتنا اچھا لگے گا.... سرکار....!"

پرنس کے ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ نظر آئی.... اور اُس نے روزا سے کہا۔ "مرغے پر سوار ہو جا....!"

"سرکار.... اَن داتا....!" سیکریٹری مرغا بنا ہوا.... گڑگڑایا.... لیکن کون سنتا.... روزا کو اُس پر سوار ہونا ہی پڑا۔ سیکریٹری کراہنے اور چیخنے لگا۔

"پانچ سال زائد ہی سہی سرکار....!" حمید نے پھر قلابازی کھائی "لیکن اگر یہ اُلو کا پٹھا گر گیا تو وہ بیچاری بھی مفت میں زخمی ہو جائے گی۔"

"ٹھیک ہے....!" پرنس بڑبڑایا.... چند لمحے سیکریٹری کی کراہیں سنتا اور روزا کی سراسیمگی سے لطف اندوز ہوتا رہا پھر سرخ بیج والوں سے بولا۔ "یہ گدھا گرنے نہ پائے۔"

"پرنس کچھ اسی قسم کا آدمی تھا۔ حمید کے اندازے کے مطابق اُسے شائد وہ ذرہ برابر بھی

پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ وہ کن حالات سے گذر رہا ہے۔ بس جو سوجھی تو سوجھ گئی.... اب اس وقت روزا کی طلبی کا اصل مقصد یہ تھا کہ خضران کے متعلق مزید معلومات بہم پہنچائی جائیں کیونکہ سرخ بیج والوں نے اُسے اُسکے کمرے میں دیکھا تھا۔ لیکن پرنس کی ذہنی رو بہک گئی۔ حمید نے مناسب نہ سمجھا کہ خضران کا تذکرہ چھیڑے بغیر وہاں سے اٹھ جائے۔ ویسے پچھلی رات سے اب تک اُس نے اپنے لئے خاص جگہ بنالی تھی۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو روزا اُس مرغ کی پشت پر کیسے نظر آتی۔

فریدی کی پچھلی رات والی ضروری یا غیر ضروری مداخلت ہی حمید کو اس مقام تک پہنچانے کا باعث بنی تھی.... پرنس کو یقین ہو گیا تھا کہ دونوں ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں.... لیکن اس کے باوجود بھی حمید اس پیکٹ کا راز نہ معلوم کر سکا جس کے لئے یہ ہنگامہ جاری تھا.... پھر وہ کیسے سمجھ لیتا کہ پرنس کریک یا خبطی ہے۔

اُس نے روزا سے خضران کے متعلق معمولی پوچھ گچھ کرنے کے بعد پرنس سے کہا۔ ”یہ جھوٹی نہیں معلوم ہوتی سرکار.... خضران کے بارے میں زیادہ نہیں جانتی....!“

پھر وہ وہاں سے اٹھ گئے تھے.... اسکے بعد حمید کو سیکریٹری اور روزا کا حشر نہ معلوم ہو سکا۔

دوپہر کے کھانے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہا تھا کہ اے۔ڈی۔ سی نے طلبی کا حکم سنایا۔ پرنس اپنی خواب گاہ میں تھا اور حمید کو وہیں طلب کیا تھا۔

حمید نے وہاں پہنچ کر پہلی بار اُس کے چہرے پر فکر مندی کے آثار دیکھے۔

”بیٹھ جاؤ....!“ پرنس ٹہلتا ہوا بولا۔ پھر رکا.... چند لمحے حمید کو گھورتے رہنے کے بعد بولا۔ ”اگر وہ بلیک میلر تمہارے باس کے ہاتھ آجائے تو کیا ہوگا۔“

”یقیناً بُری بات ہوگی....!“ حمید نے جواب دیا۔ پھر بولا۔ ”مگر سرکار میں پھر عرض کروں گا ہم اُس آدمی خضران کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ ہو سکتا ہے کہ اُس کی آواز کے سلسلے میں مجھ سے غلطی ہوئی ہو۔“

”نہیں تم بہت ذہین اور باصلاحیت آدمی ہو۔ تم سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ یہ دیکھو....“ اُس نے اُس کی طرف ایک لفافہ اُچھالتے ہوئے کہا.... حمید نے اُسے ہاتھوں پر روک کر خط نکالا.... تحریر تھا۔

”یور ہائی نس! مجھے حیرت ہے کہ آپ کے آدمی یک بیک میرے پیچھے کیوں پڑ گئے؟ اسٹیٹ

میں میرا حلیہ جاری کرایا گیا ہے لیکن میں ایسی جگہ ہوں حضور والا جہاں آپ کے پرندے پر نہیں مار سکتے.... میں ریزیڈنٹ کا باورچی ہوں.... آپ کو کملا نامی نرس تو یاد ہی ہوگی.... اور وہ تصویر بھی۔ میری دانست میں اُس تصویر کی قیمت دس لاکھ ضرور ہونی چاہئے.... ورنہ پھر مفت.... لیکن دوسری صورت میں وہ آپ کے بجائے ریزیڈنٹ کے قبضے میں ہوگی جو آپ سے بے تحاشہ جلا بیٹھا ہے لیکن وائسرائے کی وجہ سے مجبور ہے.... بہر حال اگر آپ تصویر خریدنا چاہیں تو مجھے انکار بھی نہ ہوگا.... رقم ایک ایک ہزار کے نوٹوں کی شکل میں ہونی چاہئے۔ سودا آج ہی ہو جائے تو بہتر ہے.... گیارہ بجے رات کو مشرقی گیٹ پر میرے منتظر رہئے۔"

حمید نے خط ختم کر کے طویل سانس لی۔ چند لمحے کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ریزیڈنٹ آپ کا کیا بگاڑ لے گا۔ کیا یہاں جو کچھ بھی ہوتا ہے اُسکی اطلاع اسے نہ ملتی ہوگی۔"

"وہ دوسرا معاملہ ہے.... تم نہیں سمجھ سکتے۔" پرنس نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"کیوں نہ میں ریزیڈنٹ کی کوٹھی میں گھس کر اُسے گولی مار دینے کی کوشش کروں۔" حمید بولا۔

"بکواس.... عقل استعمال کرو.... ایسی صورت میں جبکہ وہ مردود.... تمہارا باس بھی ابھی تک گرفتار نہیں ہو سکا۔ میں کوئی خطرہ مول لینا نہیں چاہتا.... دس لاکھ ہی کی تو بات ہے ہاں.... سنو ایک اسکیم ہے.... میں تم سے پوری طرح متفق ہوں کہ یہ حرکت میرے ہی کسی آدمی کی ہے۔ اس لئے کوئی دوسرا افراڈ بھی ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر.... خیر جانے دو.... میں اب بہت محتاط رہنا چاہتا ہوں.... خود ہی یہ کام کروں گا.... اور تم میرے ساتھ ہوگے.... کوئی ایسی تدبیر کرو.... کہ ہم نہ صرف پیکٹ حاصل کر لیں.... بلکہ وہ آدمی خضران بھی ختم ہو جائے۔"

حمید تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "میک اپ! اس طرح میں اپنے باس سے بھی محفوظ رہ سکوں گا۔"

"ہوں.... اور ہمارے ساتھ بھیڑ بھی نہیں ہوگی صرف میں اور تم.... میں اُس سے پیکٹ لے کر دیکھوں گا.... اگر اُس میں مطلوبہ تصویر موجود ہوئی تو میں بایاں ہاتھ بلند کروں گا.... تم خضران کو گولی مار دینا.... بے آواز ریوالور....!"

"شاندار.. یور ہائی نس سے زیادہ عقلمند آدمی اگلی دو چار صدیاں بھی شائد ہی پیدا کر سکیں۔"

"اچھا تو اب.... جاؤ.... سوچو کہ ہم کس قسم کے میک اپ میں ہوں گے۔ میں تمہیں مالا

مال کر دوں گا.... اگر یہ کام بن گیا.... اور تمہارا باس تو پھانسی کے تختے پر نظر آئے گا.... بس اسی تصویر کی بناء پر مجھے تھوڑی سی الجھن ہو گئی ہے۔"

رات کے دس بجے تھے.... حمید اور ہز ہائی نس پیدل ہی ریزیڈنٹ ہاؤز کی طرف چل پڑے.... حمید سوچ رہا تھا کہ کس طرح پیکٹ اپنے قبضے میں کرلے گا.... خضران اور پرنس.... دونوں ہی اُس کے دشمن ثابت ہوں گے.... نہ صرف پیکٹ بلکہ خضران کو بھی تو قابو میں کرنا تھا اُس توہین کا انتقام بھی لینا تھا کہ اُس نے اُسے اور جگدیش کو کھلونوں کی طرح ٹریٹ کیا تھا۔

مشرقی پھاٹک کے قریب پہنچ کر وہ رک گئے۔اب گیارہ بجنے میں دس منٹ باقی تھے.... یہ پھاٹک کوٹھی کی کمپاؤنڈ کے اُس حصے میں تھا جہاں بے ترتیب جھاڑیاں بکھری ہوئی تھیں اور شائد یہ پھاٹک کبھی کھولا بھی نہیں جاتا تھا.... پہرہ بھی نہیں ہوتا تھا اس پر۔"

دفعتاً انہوں نے پیروں کی چاپ سنی اور چونک پڑے.... حمید تیزی سے پیچھے ہٹا کیونکہ اسکیم کے مطابق اُسے چھپ کر خضران کو گولی مارنا تھا۔

وہ سوچنے لگا.... حضرت کا کہیں پتہ نہیں.... یہ میدان میرا ہے۔اُسے پرنس کے قریب ہی دوسرا سایہ نظر آیا.... حمید زیادہ فاصلے پر نہیں تھا.... اس لئے شائد وہ اُس کی سرگوشیاں بھی صاف سن سکتا۔

"میں یہاں موجود ہوں....!" اُس نے پرنس کی ہلکی سی غراہٹ سنی۔

"اگر کوئی فریب ہوا یور ہائی نس تو نتیجے کے آپ خود ذمہ دار ہوں گے....!" دوسری آواز جو خضران ہی کی ہو سکتی تھی۔

"پیکٹ نکالو.... میں دس لاکھ لایا ہوں۔"

"لیکن اس کی کیا سند ہے کہ پیکٹ ہاتھ میں آتے ہی وہ آدمی مجھے گولی نہ ماردے گا جو قریب ہی جھاڑی میں چھپا ہوا ہے۔"

"بکواس مت کرو.... تصویر نکالو....!" پرنس بپھر گیا.... اور حمید نے سوچا کہ اُس سے عنقریب کوئی حماقت سرزد ہونے والی ہے.... کہیں ایسا نہ ہو کہ خضران ہاتھ سے نکل ہی جائے.... بس وہ جھپٹ کر جھاڑیوں سے نکلا اور قریب پہنچ کر بولا۔"یور ہائی نس اس آدمی کو

مطمئن کیے بغیر کام نہیں بنے گا.... لو بھئی میں بھی تمہارے سامنے ہی آ گیا.... نکالو پیکٹ....!"

"ہاں.... اب ٹھیک ہے۔" خضران بولا۔ "مجھے یقین ہے کہ آپ دونوں حضرات کے علاوہ اور کوئی نہیں آیا....!"

"وقت نہ برباد کرو.... نکالو....!" پرنس نے مضطربانہ انداز میں کہا۔

"اب آپ دونوں حضرات اپنے ریوالور بھی میرے حوالے کر دیجئے.... میں احمق نہیں ہوں۔"

"او.... احمق میں تیرا گلا بھی گھونٹ سکتا ہوں۔" پرنس پھر بپھر گیا.... حمید نے سوچا موقع اچھا ہے.... دونوں کی کشتی خاصی شاندار رہے گی اور شائد اُسی کشتی کے دوران اُس کا کام بھی بن جائے گا.... یعنی پیکٹ کا حصول۔ بس اُس نے پرنس کو تاؤ دلانا شروع کر دیا۔

"نہیں سرکار.... یہ خود کو بہت طاقت ور سمجھتا ہے.... مجھے اور میرے ساتھی کو اُس نے کھلونوں کی طرح اچھال دیا تھا۔ اے احمق آدمی تو ہمارے سرکار کو چیلنج نہیں کر سکتا۔ وہ تیری گردن شانوں سے اکھاڑ دیں گے۔"

"ابھی تک تو کوئی نہیں ٹک سکا میرے سامنے....!" خضران کی ہنسی تضحیک آمیز تھی۔

"خاموش....!" یک بیک پرنس اس پر جھپٹ پڑا....

"سرکار ذرا ڈاڑھی کا خیال رکھئے گا....!" حمید نے بڑے اطمینان سے کہا.... اشارہ نقلی ڈاڑھی کی طرف تھا۔ اندھیرے میں اندازہ نہ ہو سکا کہ کون نیچے گرا تھا.... ویسے اُس نے خضران کی آواز سنی جس نے چیخ کر انگریزی میں کہا تھا۔ "ہاں.... آؤ.... دیکھو....!"

یک بیک چاروں طرف بکھری ہوئی جھاڑیوں میں بھونچال سا آ گیا.... تیز قسم کی روشنی اُن تینوں پر پڑی اور کئی آدمی جھاڑیوں سے برآمد ہوئے۔

"مار.... فائر کر.... او.... حمید....!" پرنس خضران سے الجھا ہوا چیخا۔

"نہیں.... دوست.... حمید اتنا احمق نہیں ہو سکتا۔" خضران کا جواب تھا۔ لیکن حمید کو تو احمق بننے کا بھی ہوش نہیں رہا تھا۔ کیونکہ اس بار یہ خضران کی آواز نہیں تھی.... ہرگز نہیں.... اُس نے فریدی کی آواز صاف پہچانی تھی.... تو.... یہ فریدی.... خضران.... خدا کی پناہ.... وہ لڑکھڑا کر ایک درخت کے تنے سے ٹک گیا۔

اور پھر جب ایک بار خضران کا چہرہ روشنی میں آیا تو حمید اور زیادہ بوکھلا گیا.... کیونکہ وہ تو

فریدی ہی تھا۔ اپنی اصل شکل میں.... اندھیرے میں حمید خضران کی سی آواز سنتا رہا تھا.... پھر شائد پرنس کو بھی اُس کی شکل پر غور کرنے کا موقع مل گیا تھا.... وہ چیخنے لگا۔ "یہ وہ تو نہیں ہے .... اُس کے دانت.... اوہ.... خاموش کیوں کھڑا ہے گدھے.... فائر کرتے ہوئے نکل چلو۔"

"ہوش میں آیئے سرکار آپ میرے باس کے پھندے میں آپھنسے ہیں....!" حمید نے جواب دیا۔

"ابے تو فائر کیوں نہیں کرتا مردود....!" پرنس غصہ سے پاگل ہو گیا۔ اب وہ کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح فریدی کی گرفت سے نکل بھاگے۔

وہ پانچ یوروپین قریب آگئے تھے جنکے ہاتھوں میں بہت تیز روشنی والی برقی مشعلیں تھیں۔

"ارر...سں...سرکار....!" حمید پرنس کی بات پر دھیان نہ دے کر بولا۔ "ڈاڑھی سنبھالئے....!"

یک بیک فریدی نے اُسے سر سے بلند کیا اور زمین پر دے مارا.... لیکن.... حمید کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب اُس نے اُسے پیروں ہی کے بل زمین پر ٹکتے دیکھا.... بالکل ایسا ہی معلوم ہوا تھا جیسے اُس نے خود ہی خلاء میں جست لگائی ہو اور بے تکان اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا ہو۔

"ریوالور ہے اُس کے پاس....!" حمید بے تحاشا چیخا۔

"پہلے تو ہی جا مردود....!" پرنس نے حمید پر فائر جھونک مارنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ فریدی نے پھر اُس پر جست لگائی.... فائر تو ہوا لیکن ہاتھ بہک گیا.... اور گولی ایک یوروپین کے بازو پر لگی.... وہ ریزیڈنٹ کا سیکریٹری تھا۔

"میں تم سبھوں کو فنا کر دوں گا....!" پرنس کسی زخمی بھیڑیئے کی طرح غرا رہا تھا۔ "تم دونوں نے مجھے فریب دیا تھا۔"

"فکر نہیں....!" حمید نے فریدی کی آواز سنی۔ "مجھے ایسے ہی شکاروں پر ہاتھ ڈالنے میں لطف آتا ہے جن کا شکار ناممکن ہو۔ تمہارے وہ شکاری کتے کہاں ہیں.... انہیں بلاؤ.... جنہوں نے ایک شیر خوار بچے سے اُس کی ماں چھین لی ہے۔"

"پرنس کچھ نہ بولا.... ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے وہ بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھ کر ہوش و حواس کھو بیٹھا ہو.... یوروپین پہلے تو زخمی سیکریٹری کی طرف متوجہ ہو گئے تھے.... لیکن جب انہیں اطمینان ہو گیا کہ زخم مہلک نہیں ہے تو یک بیک وہ چاروں بھی پرنس پر آٹوٹے.... اور

شائد فریدی کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی کہ وہ دوبارہ اُسے اکھاڑ کر سر سے بلند کرے.... اور اس طرح پٹخ دے کہ وہ پیروں کے بل زمین پر آنے والا گر نہ استعمال کر سکے۔"

پرنس کو قابو میں کر لیا گیا۔

"یہ ہے وہ سوٹ کیس جس میں دس لاکھ کے بڑے نوٹ ہیں۔" فریدی نے زمین پر پڑے ہوئے سوٹ کیس کی طرف اشارہ کیا.... "اور یہ ہیں اس ریاست کے مالک۔"

اُس نے پرنس کے چہرے سے بچی کھچی نقلی ڈاڑھی بھی الگ کر دی۔

کچھ دیر بعد پرنس ریزیڈنٹ کی کوٹھی کے ایک کمرے میں نظر آیا۔ ریزیڈنٹ نے فریدی کی کسی اسکیم کو عملی جامہ پہنانے میں مدد ضرور دی تھی.... لیکن اب اُسکے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ اُس نے ایک بار بھی پرنس سے نظر ملانے کی ہمت نہ کی۔ اب کمرے میں صرف پرنس، ریزیڈنٹ، فریدی اور حمید موجود تھے۔

"یہ بکواس ہے.... اور یہ تصویر فراڈ ہے....!" پرنس دہاڑ رہا تھا۔

"میرے کسی دشمن نے فوٹو گرافی کا آرٹ دکھایا ہے.... یہ ممکن ہے کہ میرے باغ کی بیک گراؤنڈ میں کہیں اور کھینچی ہوئی کوئی تصویر کھپا دی جائے.... تم خاموش کیوں ہو.... کیا تمہاری بھی شامت آئی ہے؟ مجھے نہیں جانتے کل ہی انگلینڈ واپس بھجوا دوں گا۔"

وہ خاموش ہو کر ریزیڈنٹ کو گھورنے لگا۔ ریزیڈنٹ نہ تو کچھ بولا اور نہ پرنس کی طرف نظر ہی اٹھائی۔ اس کی بجائے فریدی سے بولا۔ "ذرا میرے ساتھ آیئے۔"

حمید بھی فریدی کے ساتھ ہی اٹھ گیا۔ پتہ نہیں کیوں وہ اُن کی عدم موجودگی میں کمرے میں نہیں ٹھہرنا چاہتا تھا.... باہر نکل کر فریدی نے دروازہ بولٹ کر دیا.... پھر وہ راہداری ہی میں رک گئے۔

"مسٹر فریدی کہیں آپ سے غلطی تو نہیں ہوئی۔" ریزیڈنٹ نے کہا۔

"آخر وہ دس لاکھ لے کر کیوں آیا تھا.... اگر اس کی نظر میں اُس تصویر کی کوئی اہمیت نہیں تھی.... میں نے یہ کھڑاگ اسی لئے پھیلایا تھا کہ آپ کو یقین دلا سکوں۔"

"لیکن اس کے ساتھ آپ کے آدمی کی موجودگی کھیل بگاڑ دے گی.... وہ اور کوئی بہانہ

تراش سکتا ہے! مثال کے طور پر آپ کے آدمی نے اُسے بہت ہی حسین لڑکیوں کی لالچ دلائی.... معاملہ دس لاکھ پر طے ہوا.... اور وہ نووارد کے ساتھ اپنی محل سرا سے باہر آگیا؟"

"میرا خیال ہے کہ پرنسز اس کی قید میں ہے.... میں اُسے برآمد کرلوں گا مطمئن رہئے۔"

"پھر سوچ لو کہ وہ وائسرائے کا گہرا دوست ہے۔" فریدی نے لاپرواہی سے شانوں کو جنبش دی اور ریزیڈنٹ کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا مسکرایا۔ پھر کچھ دیر بعد بولا۔"صرف دو گھنٹے تک عمارت کے اس حصے کی طرف کسی کو بھی نہ آنے دیجئے۔"

ریزیڈنٹ متفکرانہ انداز میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا.... وہ دونوں پھر اُسی کمرے میں آئے جہاں پرنس بیٹھا دانت پیس رہا تھا۔

"تم دونوں جہاں بھی ہاتھ آئے زندہ نہ چھوڑوں گا۔" وہ انہیں مکا دکھا کر بولا۔

"چلو یہی سمجھ لو کہ ہم لوگ اس وقت ہاتھ آگئے ہیں۔" فریدی مسکرایا۔"پھر یک بیک سنجیدگی اختیار کر کے بولا۔"میرا بس چلے تو تمہیں سسکا سسکا کر ماروں.... تمہارے مظالم کی حد نہیں تھی.... ملک کے گوشہ گوشہ میں تمہارے شکاری کتے بکھرے ہوئے تھے جن کا کام تھا کہ تمہارے لئے لڑکیاں مہیا کریں.... شہد کی مکھی گروہ کا امتیازی نشان تھا.... گروہ کے وہ افراد جو ایک دوسرے سے ناواقف ہوتے اسی نشان کے ذریعہ آپس میں جان پہچان پیدا کرتے تھے.... کیا میں غلط کہہ رہا ہوں....!"

"میرا احترام کرو حقیر کیڑے...." وہ پھر فریدی پر جھپٹ پڑا.... لیکن اس زور کا تھپڑ پڑا ہے گال پر کہ توازن برقرار نہ رکھ سکنے کی بناء پر دوسری جانب والی دیوار سے جا ٹکرایا.... فریدی نے جو پہلے ہی ہوشیار تھا.... جھکائی دے کر اس کا یہ حملہ ناکام بنادیا۔

"اوہ.... سور....!" وہ دانت پیس کر پھر جھپٹا.... اس بار پیشانی پر ٹھوکر پڑی اور وہ کراہتا ہوا ڈھیر ہو گیا۔

"شاید فرعون بھی تمہارا نام سن کر کان پکڑلے۔" فریدی کا لہجہ پُر سکون تھا"اب مجھے بتاؤ کہ لارڈ دولہام کی لڑکی کہاں ہے۔"

وہ پھر اٹھ بیٹھا اور دیوار سے لگ کر کھڑا ہو گیا۔ غصے کا یہ عالم تھا کہ بس چلنے پر دیواروں کے پتھر تک چبا ڈالتا۔

"تم یہ مت سمجھو کہ مجھے پوری کہانی کا علم نہ ہوگا۔ کملا مر چکی ہے.... اُس کی سہیلی رجنی بھی تمہارے ہی خوف سے مر گئی۔ پھر کیا ہوا.... کیا یہ کہانی اُن کے بیانات کے بغیر مکمل نہ ہو سکے گی۔ میں نے یہاں کافی چھان بین کی ہے.... کملا شاہی ہسپتال میں نرس تھی۔ ایک رات اُسے زمرد محل میں طلب کیا گیا۔ اُس کے بعد وہ پھر ہسپتال میں واپس نہیں گئی.... یہ تصویر زمرد محل ہی کے ایک حصے کی ہے جہاں زہرہ کا بت ہے.... لارڈ ولہام کی لڑکی اور تم تصویر میں زہرہ کے بت ہی کے قریب کھڑے نظر آتے ہو حالانکہ وہ رتن پور کبھی نہیں آئی تھی تم نے اُسے ترائی کے جنگل سے غائب کرایا تھا۔ جب تم اُس کے باپ لارڈ ولہام کے ساتھ وہاں شکار کھیل رہے تھے لڑکی بھی شکار کی شائق تھی۔ شکار ہی کھیلنے کی غرض سے انگلستان سے اپنے باپ کے ساتھ آئی تھی۔ وہ بیچارا اُس کے غائب ہو جانے پر روتا پیٹتا انگلستان واپس چلا گیا تھا کیونکہ تم نے اُسے یقین دلانے کی کوشش کی تھی کہ لڑکی کو کوئی درندہ اٹھا لے گیا۔ لیکن اُسے تمہارے آدمیوں نے زمرد محل میں پہنچا دیا تھا۔ وہاں وہ شائد تمہاری واپسی سے قبل بیمار ہوئی تھی اسی لئے کملا اور رجنی وہاں طلب کی گئی تھیں.... تم نے اُن دونوں کو بھی نہ چھوڑا.... وہ تمہارے ذلیل برتاؤ کی بناء پر تمہاری طرف سے دل میں خلش لے بیٹھیں۔ اُن دنوں لارڈ ولہام کی لڑکی کی پُراسرار گمشدگی کے بڑے چرچے ہو رہے تھے آئے دن طرح طرح کی خبروں کے ساتھ اُس کی تصاویر بھی اخبارات میں شائع ہوتیں۔ غالباً کملا اور رجنی کسی اخبار میں اُس کی تصویر دیکھ کر معاملے کی تہہ تک پہنچ گئی ہوں گی.... بہرحال وہ جو انتقام کی آگ میں جل رہی تھیں تم دونوں کی تصاویر لینے میں کامیاب ہو گئیں.... اور پھر انہیں یہاں سے نکل جانے کا موقع بھی کسی طرح مل گیا.... لیکن شائد کوئی تیسرا بھی اس راز سے واقف تھا کہ اُن دونوں نے تمہاری تصاویر لی ہیں.... اس طرح بات تم تک پہنچی.... اور تمہارے شکاری کتے انہیں سارے ملک میں تلاش کرنے لگے.. لارڈ ولہام کی لڑکی کا جبریہ اغواء معمولی بات نہیں تھی.... تم معزول کر دیئے جاتے۔"

فریدی چند لمحے اُسے دیکھتا اور حقارت سے مسکراتا رہا پھر بولا۔ "میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ شہد کی مکھیوں والے گروہ کی پشت پر تم خود ہو گے.... کئی بار تمہارے آدمی میرے ہاتھ لگے.... لیکن وہ یہ نہ بتا سکے کہ اُن کی پشت پر کون ہے.... اس بار اتفاق سے ایک کلیو بھی ہاتھ آ گیا۔ یعنی تصویروں کا پیکٹ....!"

فریدی نے حمید کی طرف دیکھا شائد اس سلسلے میں کچھ بولنے ہی والا تھا.... لیکن اُس نے ہاتھ اٹھا کر اُسے خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔"خضران کی کہانی پھر سناؤں گا.... بہرحال اس کا مقصد یہی تھا کہ میں پورے گروہ کو اپنی طرف متوجہ کر سکوں۔ لیکن وہ تو کم از کم فریدی اور حمید کی طرف اُسی وقت متوجہ ہوگئے تھے جب کملا کی لاش دستیاب کی گئی تھی.... ہسپتال میں رجنی کا واقعہ سنا یہ بھی معلوم ہوا کہ تم اُس کمرے میں موجود تھے.... جگدیش جب تین بٹا چار کی چوتھائی والا پیغام لایا تھا تب ہی میں سمجھ گیا تھا کہ تم نے کچھ شروع کر دیا ہے اور اُسے ٹالنا چاہتے ہو.... لہٰذا میں نے مخبوط الحواس بن کر اُسے روکے رکھا.... تھا.... خیر ختم کرو۔"

وہ پھر خاموش ہو گیا.... پرنس اب بھی دیوار سے لگا ہانپ رہا تھا۔ لیکن اس کی نظر فریدی کے چہرے ہی پر تھی۔ آنکھوں سے غیظ و غضب کے ساتھ ہی نفرت کا اظہار بھی ہو رہا تھا۔

ہاں تو پرنس جب میں کملا کے قتل کا سراغ نکالنے کے لئے یہاں پہنچا تو تمہیں تشویش ہوئی اور تم کھل کر سامنے آگئے تمہیں اخبارات کے ذریعہ معلوم ہو چکا تھا کہ تصویر میرے ہاتھ نہیں لگی بلکہ اُسے کوئی اور ہی اڑا لے گیا۔ تم نے سوچا کیوں نہ پہلے ہمیں ہی راستے سے ہٹا دو پھر اُس آدمی کی تلاش بعد میں بھی ہوتی رہے گی.... ویسے تم نے یہ بھی سوچا تھا ممکن ہے کہ تصویر والی خبر میں بھی کوئی چال ہو۔ لہٰذا تمہارے گروہ کی ایک عورت سارجنٹ حمید کے پیچھے بھی لگ گئی تاکہ تمہیں ہماری آمد کا مقصد معلوم ہو سکے.... تصویر میرے پاس موجود تھی.... لیکن میں تمہیں پہچانتا نہیں تھا.... البتہ لارڈ ولہام کی لڑکی کی تصویر اُس کی گمشدگی کے زمانے میں بہت دیکھی تھی اس لئے اُسے پہچاننے میں دشواری نہ ہوئی.... یہاں پہنچا تو تم بھی نظر سے گذرے تب مجھے یہ معلوم ہوا کہ اُس پیکٹ کی کونسی تصویر کسی کے قتل کا باعث بن سکتی ہے.... بہت جلدی میں چھان بین کرنی پڑی اور جب تصدیق ہوگئی کہ ولہام کے ساتھ تم بھی شکار کھیل رہے تھے تو یہ کیس گویا نپٹ ہی گیا۔"

فریدی سانس لینے کے لئے رکا ہی تھا کہ پرنس دانت پیس کر غرایا۔"بکواس۔"

"فی الحال یہی سہی۔" فریدی نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی اور بولا۔"پھر میرے لئے مشکل نہیں تھا کہ میں تمہارے محلات میں وہ جگہ نہ تلاش کر لیتا جہاں تصویر کھینچی گئی تھی۔ پھر میں نے مزید پوچھ گچھ شروع کی تو اس نتیجے پر پہنچا کہ لارڈ ولہام کی لڑکی یہاں سرکاری طور پر

کبھی نہیں آئی تھی.... بہت بڑا مجرم ہاتھ آنے والا تھا.... لیکن کون یقین کرتا.... بہت آسانی سے کہا جاسکتا تھا کہ وہ کیمرہ ٹرک ہے.... تم نے بھی چھوٹتے ہی کہا تھا.... میں ریزیڈنٹ سے ملا۔ شائد ملاقات نہ ہوتی لیکن میرے پیغام میں مس ولہام کا حوالہ بھی شامل تھا.... پہلے ریزیڈنٹ نے اس پر یقین کرنے سے انکار کردیا۔ لیکن جب تصویر دیکھی تو دم بخود رہ جانا پڑا.... لیکن کیمرہ ٹرک کا تصور اُس کے ذہن میں بھی ابھرا تھا۔ اس دشواری کی بناء پر مجھے بلیک میلر بھی بننا پڑا.... تم رنگے ہاتھوں پکڑے گئے۔ وہ تصویر یقیناً بہت اہم ہوسکتی ہے جس کے لئے رتن پور کا والی بھیس بدل کر دس لاکھ روپے دبائے ہوئے کہیں دوڑا جائے!"

"تمہارا افراڈ ساتھی مجھے یہ کہہ کر ساتھ لایا تھا کہ اُس کے ڈیرے پر آٹھ بہت ہی خوبصورت مصری لڑکیاں ہیں. دنیا جانتی ہے کہ میں خوبصورت لڑکیوں کے لئے جہنم میں بھی چھلانگ لگا سکتا ہوں...." پرنس نے سنبھالا لیا۔

"ٹھیک ہے.... تم نے فریدی اور خضران کے حلئے کیوں جاری کرائے تھے روزا کو کیوں پکڑ بلوایا تھا.... دیکھو احمق.... میں نے اُس رات تمہارے محل میں جو ہڑبونگ مچائی تھی اس کا مقصد یہ جتانا نہیں تھا کہ میں ہنٹر والی کا شوہر یا ٹارزن کا والد بزرگوار ہوں.... میں یہ چاہتا تھا کہ میرے خلاف تمہاری کاروائیاں سرکاری نوعیت اختیار کرلیں.... تمہارے پرائیویٹس سرخ پیچ والوں تک محدود نہ رہیں.... ظاہر ہے کہ ہم دونوں کو اسٹیٹ میں روکے رکھنے کے لئے ناکہ بندی کرنی پڑتی.... اور یہ کاروائی سرکاری کاغذات پر آتی.... بس میرا کام بن جاتا.... تم کیا جواب دہی کرو گے اس سلسلے میں کہ فریدی اور خضران کے لئے ناکہ بندی کی کیا ضرورت تھی.... ظاہر ہے کہ فریدی ایک سرکاری سراغ رساں ہے اور خضران ایک بلیک میلر۔ حقیقتاً یہ دو الگ شخصیت نہیں تھیں.... اگر معاملہ صرف خضران ہی کا ہوتا تو تم کوئی دوسرا جھوٹ بول سکتے.... لیکن اب بتاؤ...."

پرنس کچھ نہ بولا۔

"بتاؤ... ولہام کی لڑکی کہاں ہے....!" فریدی کی آواز کسی سانپ کی بھپکار سے مشابہ تھی۔

"میں نہیں جانتا.... سب بکواس ہے۔"

"تراق....!" فریدی کا ہاتھ پھر اُس کے گال پر پڑا... کچھ دیر پھر ہنگامہ رہا اور پرنس کو پھر

زمین دیکھنی پڑی۔

"ہمیں تو اب اجازت دیجئے۔" حمید خالص لکھنوی انداز میں بولا۔ "ورنہ ہمیں خدشہ ہے کہ آدمیوں کی صحبت میں رہ کر کہیں ہم بھی بھینس نہ ہو جائیں۔"

اُس کے بعد اُس نے دروازہ کھولا اور راہداری میں نکل آیا.... فریدی نے اس پر اعتراض بھی نہیں کیا تھا۔

دوسرے دن فریدی اور حمید فلیٹ کے ایک کمرے میں بیٹھے اُسی کیس پر گفتگو کر رہے تھے۔

"ولہام کی لڑکی زمرد محل سے برآمد کر لی گئی ہے.... لیکن اُسے ٹی۔بی ہو گیا ہے شائد ہی دو چار ماہ بھی زندہ رہ سکے۔" فریدی نے کہا۔

"مگر.... رجنی کیوں مر گئی....!"

"تصویر اُس کے پاس تھی۔ اُس نے کملا کے قتل کی خبر سنی اور بدحواس ہو گئی۔ پھر جب معلوم ہوا کہ کوئی اس کا پرس بھی اڑا لے گیا تو سمجھی کہ اب اس کی موت بھی یقینی ہے۔ پرنس کسی راز دار کو زندہ کیوں رہنے دے گا۔ دہشت کی وجہ سے دماغ کی رگیں پھٹ گئیں.... اُس وقت تک وہ دونوں چھپی رہی تھیں اور انہیں یقین تھا کہ پرنس برطانوی عملداری میں اُن کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا....!"

"تصویر اتنے دنوں تک کیوں بیکار پڑی رہی.... انہوں نے اُسے پرنس کے خلاف کیوں نہیں استعمال کیا؟"

"غالباً.... اس کی وجہ بھی خوف ہی تھا۔ پھر بھی انہیں اُمید رہی ہو گی کہ کبھی نہ کبھی اُسے استعمال کرنے کا موقع ضرور ہاتھ آئے گا۔"

"ٹھہریئے.... اب مجھے غصہ آ رہا ہے.... آپ نے آخر خضران کی حیثیت چھپائی کیوں تھی۔ مجھ سے اس بُری طرح کیوں پیش آئے تھے.... خدا کی پناہ آج بھی اُس گرفت کے تصور ہی سے گردن کی رگیں بھنچنے لگی ہیں۔"

فریدی مسکرا کر بولا۔ "اگر ایسا نہ کرتا تو تمہاری اور جگدیش کی کہانیوں میں زور کہاں سے پیدا ہوتا۔"

ویسے حمید اس بار تم میرے اس کارنامے میں برابر کے شریک رہے ہو.... تمہارا ذہن غنودگی کا شکار نہیں ہوا.... وقت کی کمی کی بناء پر میں تمہیں پرنس کے متعلق واضح ہدایات نہیں دے سکا تھا لیکن اس کے باوجود بھی تم نے اپنا رول اسی طرح ادا کیا ہے جیسے میں نے چاہا تھا۔"

"ادنہہ....!" حمید کا لہجہ بے حد خشک تھا۔"بچپن میں میرا اباپ بھی میری تعریفوں کے پل باندھ کر مجھ سے گھنٹوں پاؤں دبوایا کرتا تھا.... اس لئے۔

مالک کی راہ اور قلندر کی اور ہے"

فریدی نے سگار سلگا کر دو تین ہلکے ہلکے کش لئے اور دھوئیں کی اُس پتلی سی لکیر کو گھورتا رہا جو سلگتے ہوئے سرے سے اُٹھ کر فضا میں لہریئے بنا رہی تھی۔ دفعتاً حمید پھر بولا۔"لیکن آپ کو کب علم ہوا تھا کہ پیکٹ میں نے ہی رجنی کے بیگ سے نکالا تھا اور وہ میری جیب ہی میں موجود ہے۔"

"جگدیش کا وہ بے تکا پیغام جو تمہارے نام سے منسوب کیا گیا تھا اس خیال کا باعث بنا.... مجھے یقین تھا کہ تم نے اُس کی بیہوشی کے بعد اس بیگ کا جائزہ ضرور لیا ہوگا جس کے لئے وہ اتنی مضطرب تھی اور اُس پر ہاتھ صاف کرنے کا موقع فراہم کرنے کے لئے جگدیش کو میری طرف دوڑا دیا تھا.... گھر واپس آیا تو نصیر سے معلوم ہوا کہ تم نے بھورے رنگ کا ایک پیکٹ اہم کاغذات والی تجوری میں رکھا تھا.... اور پھر شام کو جب جگدیش کے ساتھ کسٹمز کوارٹر جانے لگے تھے تو اُسے تجوری سے نکال کر ساتھ لیتے گئے تھے.... مجھے علم تھا کہ تمہارے پاس کوئی ایسی چیز نہیں تھی جسے تم اتنی اہمیت دیتے۔ لہٰذا اسی نتیجے پر پہنچنا پڑا کہ وہ وہی چیز ہو سکتی ہے جو تم نے رجنی کے بیگ سے برآمد کی ہوگی۔ بس ایک اسکیم سوجھی.... اور پھر عمل میں بھی لائی گئی.... ہم خسارے میں نہیں رہے۔"

"مگر اب اس مردود کا کیا ہوگا...." حمید نے پوچھا۔

"معزولی اور بے عزتی۔" فریدی نے کہا اور پھر کسی سوچ میں ڈوب گیا۔

تمام شد